رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۵۶۴ رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۵۶۴

زیر سرپرستی

زینت آرائے سجادہ عالیجناب حضرت عظیم البرکت امیر الملت زبدۃ الحکماء والاولیاء پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہ العزیز نور اللہ مرقدہ

عالیجناب فضیلت مآب مولٰنا الحاج صدر الافاضل اعلیٰ حضرت سراج الملت صاحبزادہ سید محمد حسین صاحب سجادہ نشین علی پوری

انجمن خدام الصوفیہ کا واحد رسالہ

جلد ۴۵

شمارہ نمبر ۱۱

ماہنامہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ

مسجد علی پور شریف
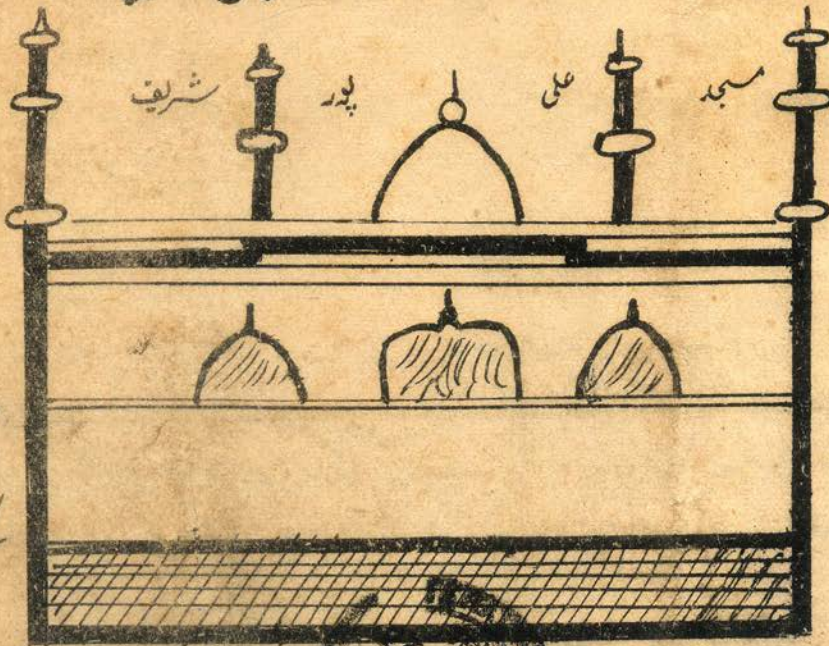
سالانہ چندہ -/۵

فی پرچہ -/۸/-

ادارۂ تحریر:- عالیجناب صاحبزادہ حافظ حاجی [illegible] علی پور۔
الحاج مولٰنا حضرت مہر عبد الحق صاحب [illegible] عالیجناب ڈاکٹر محمد اللہ دتہ صاحب کنجاہی۔
مولانا غلام رسول صاحب گوہر

چوہدری محمد ابراہیم پرنٹر پبلشر نے طیب پرنٹنگ پریس سیالکوٹ سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ کچی مسجد سیالکوٹ سے شائع کیا۔

انوار صوفیہ رسالہ

جو کہ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے

1901ء میں

شروع کروایا تھا اس کتاب میں مندرجہ ذیل مہینوں کے رسائل دستیاب ہیں

نمبر	رسالہ	مہینہ	سال
1	انورصوفیہ	مئی	1951
2	انورصوفیہ	مارچ	1952
3	انورصوفیہ	فروری	1953
4	انورصوفیہ	اپریل	1953
5	انورصوفیہ	اگست	1953
6	انورصوفیہ	جولائی	1954
7	انورصوفیہ	اپریل	1955
8	انورصوفیہ	اپریل، مئی	1955
9	انورصوفیہ	جون	1955
10	انورصوفیہ	جولائی	1955
11	انورصوفیہ	اگست	1955
12	انورصوفیہ	ستمبر	1955
13	انورصوفیہ	اکتوبر	1955
14	انورصوفیہ	نومبر، دسمبر	1955
15	انورصوفیہ	جولائی، اگست	1956
16	انورصوفیہ	ستمبر	1956
17	انورصوفیہ	اکتوبر	1956
18	انورصوفیہ	نومبر	1956

19 مناقب مجددیہ، قیومہ، مصومیہ، نقشبندیہ (ڈاکٹر اللہ دتہ طالب کنجاہی رحمتہ اللہ علیہ)

انوار صوفیہ کے رسائل فراہم کرنے پر میں پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی کا خاص طور پر مشکور ہوں۔ پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی مندرجہ ذیل کتابوں کے رائیٹر بھی ہیں انکی اب سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب عنقریب مکمل ہو جائے گی

۱۔سیرت طالب ۲۔انوار طالب ۳۔تصوف ۴۔تفسیر طالب ۵۔ (انگلش) Sapritual Guiad

bakhtiar2k@hotmail.com

فقیر الفقراء بختیار حسین جماعتی (غلام شیخ معزالدین جماعتی رحمتہ اللہ علیہ)

ویب سائٹس، بلاگز، ویڈیو اور تصاویر کے لنکس

ویب سائٹس	http://ameeremillat.org/
ویب سائٹس	http://ameer-e-millat.com/
ویب سائٹس	http://ameeremillat.com/
ویب سائٹس	http://www.haqwalisarkar.com/
ویب سائٹس	http://www.charaghia.com/
کتابیں	http://www.scribd.com/bakhtiar2k
تصاویر	http://www.flickr.com/photos/34727076@N08/
تصاویر	http://www.flickr.com/photos/91889703@N07/
فیس بک پر پیر بھائیوں کا گروپ	http://www.facebook.com/groups/alipurmureeds/
بلاگز	http://wwwnfiecomblogspotcom.blogspot.com/2009_06_01_archive.html
بلاگز	http://www.jamaatali.blogspot.com/
بلاگز	http://alipuri.blogspot.com/2009/06/about-pir-syed-jamaat-ali-shah.html
بلاگز	http://www.jamaatali.blogspot.com/
ویڈیو	http://vimeo.com/user13885879/videos
ویڈیو	Youtbe: bakhtiar2k
اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں	www.marfat.com
اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں	www.maktabah.org
نعتیں ڈاؤن لوڈ کریں	www.fezanenaat.com

قواعد و ضوابط

۱۔ علم تصوف کی اشاعت کرنا۔ ۲۔ بزرگان دین کی سوانح عمریاں پیش کرنا۔ ۳۔ کتاب و سنت و فقہ کی روشنی میں پیش کرنا۔ عوام کے افعال و اعمال اور اُن کے اخلاق سدھارنا۔

فہرست مضامین

یاران طریقت کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ براہ کرم ہر ایک شہر اور قریہ میں اپنی جماعت کی تکمیل منتظم فرما کر حلقہ ذکر کی مجالس ضرور ہفتہ میں ایک بار قائم فرمائیں۔ اور حلقہ کی اطلاع دفتر رسالہ انوار الصوفیہ آستانہ عالیہ میں ضرور بھیج دیا کریں۔

کوہاٹ میں ہفتہ میں دو بار بابو غلام حسین صاحب اور حاجی محمد سعید شاہ صاحب کے مکان پر۔ پشاور میں جناب حافظ سلطان احمد صاحب کے مکان پر۔ راولپنڈی میں صدر بازار حاجی سنتری چراغدین صاحب شہر میں خیراتی شفاخانہ میں کیمبل پور حاجی مولوی محمد عبد الحمید خاں صاحب۔ ملتان میں جناب حاجی صوفی خوشی محمد صاحب کراچی میں جناب سیٹھ نور محمد صاحب۔ لاہور حاجی میاں غلام جیلانی اور حکیم حاجی مبارک احمد صاحب کے مکان پر حلقہ ذکر کی مجلس ہوتی ہے۔

نعت شریف

از جناب سرور مرحوم

نعت رسول پاک سے دل شمع طور ہے — فانوس مہ میں کب یہ تجلی یہ نور ہے

میلاد مصطفیٰ کا میں کرتا ہوں تذکرہ — صلی علیٰ کا تذکرہ نزدیک و دور ہے

عشاق آئیں بہر زیارت سروں کے بل — کہہ دو جہاں میں نور خدا کا ظہور ہے

ارباب غیب کا خطاب اہل شوق سے
بیٹھو ادب سے آمد صدر الصدور ہے

اے اہل درد ساغر حب نبی پیئو!
واللہ اس میں ذوق شراب طہور ہے

سرور جو چاہتا ہے کہ راضی رہے خدا
ہاں تجھ کو دل میں الفت سرور ضرور ہے

نعت شریف

از جناب سرور مرحوم

خوشبو ہے جیسی جسم رسالت مآب میں — وہ بو کہاں ہے مشک میں عطر و گلاب میں

جو نور چہرہ میں ہے جو دست سخا میں فیض — کب آفتاب میں ہے اور سحاب میں

دامن رسول پاک ہے اور اپنا ہاتھ ہے
جب ہوگا دار و گیر حساب کتاب میں

چاہا اگر خدا نے پڑھوں گا یوں ہی مدح
پیش نبی جماعت میں روز حساب میں

بخشش ہو روز حشر یہ سرور ہے التجا
ہر دم جناب سرور عالی جناب سے

تصوف ۔ تصورِ شیخ

گزشتہ سے پیوستہ

جب کسی کا کسی کے ساتھ دلی تعلق پیدا ہوتا ہے، تو خدا کے ہاں بھی وہ تعلق اور خیال معتبر ہے، چنانچہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ وَرَجُلٌ یَتَعَلَّقُ قَلْبُہٗ اِلَی الْمَسْجِدِ (متفق) یعنی قیامت کے دن وہ شخص بھی عرش کے سایے میں رکھا جائیگا جس کا دل مسجد کی طرف متعلق ہو، جس طرح مسجد کی طرف متعلق ہونے سے مراد مقصود بالذات دیواریں یا صحن یا مینار وغیرہ نہیں بلکہ عبادتِ حق و یادِ نا دیرِ مطلق مراد ہے، اسی طرح تصور شیخ سے مراد مراقبہ ذاتِ حق و یادِ الہی ہے، ورنہ تعلق دل الی المسجد سے کیا مراد ہے، مسجد کے خیال رکھنے سے فقط پانچ ہی وقت کی یاد حاصل ہوگی، اور خیال و تصور شیخ سے ہر وقت یادِ حق ہوگی۔

کسی بزرگ کے ساتھ تعلق ہونے سے مراد یہ ہے، کہ اس کی صورت کذائی یادداشت یاد کر کے تعلق پکڑا جائے۔ ورنہ بغیر صورت و نقش کامل نہیں ہوتا، چنانچہ حدیث شریف میں ہے، عن الحسن ابن علی قال سئلتُ خالی ھند ابن ابی ..... وانا اشتھی ان یصف لی منھا شیئًا اتعلق بہ (شمائل ترمذی و شفاء و الجرانی) یعنی امام حسن نے ابن ابی ہالہ سے کہا، کہ میں چاہتا ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و شمائل کی آپ توصیف فرما دیں، کہ اس سے میں تعلق پکڑوں، اسی فقرہ سے ثابت ہوگیا، کہ امام ممدوح کی منشاء ہے، کہ آپ کے نقش و نگار کی پوری پوری تعریف بیان ہو۔ اور وہ نقشہ میرے ذہن میں منقش ہو جائے۔ ورنہ اگر صرف معمولی محبت مراد ہوتی، تو آپ یہ نہ فرماتے۔ انا اشتھی ان یصف لی کیونکہ معمولی محبت تو آپ کے دل میں تھی ہی، پس کسی بزرگ کے ساتھ تعلق رکھنا اور ساتھ اس کے صورت بھی بار بار یاد کر لینا اسی حدیث سے مستحسن ہوگیا۔ ے دیدن دانا عبادت ایں بود فتح الواب سعادت ایں بود

ایک شخص کا تعلق دل کسی زانیہ عورت سے ہیں۔ اور شخص مذکور کا ہر وقت خیال اسی کی طرف سے وابستہ ہے، بلکہ اس ذرہ مستغرق رہتا ہے، کہ اس کی صورت مستحضرہ سے افعال بد بخیال خود کر رہا ہے۔ تو ایسا شخص باطنی طور پر گنہگار رہے، کیونکہ ایک شخص بدن کے ہر ایک عضو گناہ و زنا کرتا ہے، اور ایک شخص دل سے خیال سے زنا کرتا ہے، تو پہلے سے دوسرا اور بھی عاصی و ہے، پس جب باطنی عقل بد سے ایک گناہ کا مرتکب ہے، تو دوسرا فعل نیک سے ماجور و مثاب ہوگا۔

حسب تحقیقات اطبائے یورپ و حکمائے یونان و علمائے میسمریزم و برہمہ وغیرہ یہ بات پایۂ ثبوت کو بلکہ مشاہدہ میں تجربہ میں تجربہ پا چکی ہے، کہ جس طرح دو چیزوں کے رگڑنے سے ایک نئی تاثیر پیدا ہوتی ہے، مثلاً لوہا چقماق و پارہ گندھک تانبہ جست وغیرہ چیزیں ترکیب پا کر قوت برقی پیدا کرتی ہیں۔ چنانچہ اصول کیمسٹری مفصل بیان کرتی ہے، یا مثلاً ایک بیمار مانند جذامی، طاعون و آتشک و چیچک والا جس وقت صحیح البدن ان کے پاس بیٹھنے سے بیمار ہو جاتا ہے، اور ایک کی بیماری دوسرے تک تعدی کرتی ہے جیسا کہ اصول ڈاکٹری میں یہ امر طے شدہ ہے، اسی طرح اسی حیثیت سے جب طالب کی روح

اپنے مطلوب کی روح تک پہنچ کر ٹکراتی ہے۔ تو مطلوب کی روحانی برقی قوت طالب کے اندر اثر کر جاتی ہے۔ اور جو اوصاف حمیدہ روحانی روح مطلوب میں موجود ہوتے ہیں۔ وہ آہستہ آہستہ طالب کی روح میں آ جاتے ہیں۔ جیسے طالب کی حیثیت واستعداد باطنی وہمت جاذبہ ہوتی ہے۔ ویسے مطلوب سے فیضیاب و فیض المرام ہوتا ہے۔

اصلاح صوفیہ کرام میں اس کا نام ربط قلب یا صحبت معنوی یا معیت روحانی ہے۔ قرآن کریم نے اس تمام مضمون کو نہایت مختصر و جامع لفظوں میں ادا کیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا ہے۔ کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ یعنی انسان پر واجب ہے۔ صادقین و ابرار کی معیت زندگی میں اختیار کرے۔ یہاں تک کہ مرتے مرتے بھی وہ معیت حاصل رہے۔ یہی مقصود ہے۔ تصور شیخ سے۔ کیونکہ طالب ہر وقت یہی چاہتا ہے۔ کہ اس پاک روح کی معیت مجھے یہاں بھی حاصل ہو دنیاوی ہموم و غموم اور شیطانی وساوس وخطرات سے محفوظ رہوں۔ اور آخرت میں معیت نصیب ہو۔ کہ حسب وعدہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (الحدیث) درجات علیا و مراتب اعلےٰ پر فائز رہوں۔ ہاں البتہ جو لوگ تصور ہی کو اصل مقصد یا مصرف حقیقی یا موثر ذاتی و مستقل مانتے ہوں۔ وہ سخت غلطی پر ہیں۔ اور جو لوگ خدا کا تصور کرتے ہیں۔ وہ بھی مشرک ہے۔ کیونکہ خدا کی ذات صورت و نقش سے پاک ہے۔ اور لفظ معیت گو اور معانی پر مگر یہ معنے مذکورہ بھی بعمدگی چسپاں ہے کیونکہ اصلی معیت محبت نامہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اور محبت نامہ کا خاصہ و لازمہ یہی ہے۔ کہ محبوب ہر جگہ نظر آئے۔ مگر یہ بات زاہد خشک یا بیدرد یا سنگدل کو کس طرح سمجھا دیں۔ کیونکہ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا (القرآن) وارد ہو چکا ہے۔ ہاں جس کے دل و گردہ میں حرارت عشق و روح محبت ہو۔ اس کو پورا پورا پتہ لگ سکتا ہے۔ ؎

مرشد را این دولت ہمہ کس را ندہند ؛ سوز بیر پروانہ مگس را ندہند

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ قَالَتْ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِیْصِ الطِّیْبِ فِیْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهُوَ مُلَبٍّ۔ (الحدیث) رواہ مسلم۔ نیز ابو نعیم محدث۔ نے حلیۃ الاولیا میں ہے۔ کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے وَاللّٰهِ كَاَنِّیْ اَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلے اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ تبوک (الحدیث) یہی تو تصور ہے۔ اسی کے حاشیہ پر مولانا عبد الحی صاحب فرماتے ہیں۔ بہذا الحدیث واَمثاله الوارد فی الصحاح استنبطوا جواز تصور الشیخ وله وجه وَلٰکنہ لا یفهم المناظر (منقول از ہدایت الانسان)

اقوال حضرت محدثین و مشائخین

اول۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح قول الجمیل میں لکھتے ہیں۔ واذا غاب المطالب فانھم یتخیلون صورۃ ویتوجھون الیھا (اور جب طالب پاس نہ ہو پس وہ صورت شیخ کو خیال میں لاتے اور اس کی طرف توجہ کرتے ہیں)

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں۔ قالوا والرکن الاعظم ربط القلب بالشیخ علیٰ وصف المحبۃ والتعظیم وملاحظۃ صورتہ مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے۔ کہ رکن اعظم دل کا لگانا اور لگانا ہے۔ مرشد کے ساتھ محبت اور تعظیم کی صفت پر اور اس کی صورت ملاحظہ کرنا۔ ایک جگہ یوں لکھتے ہیں۔ واذا غاب الشیخ عنہ یخیل صورتہ بین عینیہ بوصف المحبۃ فتفیدہ صورتہ ما تفیدہ صحبتہ (اور جب مرشد اس کے پاس نہ ہو۔ تو اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے بطریق محبت کے تو اس کی خیالی صورت وہ فائدہ دے گی۔ جو جو اس کی صحبت فائدہ دیتی تھی) ایک جگہ فرماتے ہیں وکانا لنعما التی البطنۃ بنتیجتہ (اور نسبیرا طریقہ وصول الی اللہ کا رابطہ رادر اعتقاد کا حل بہم پہنچانا) ہے اپنے مرشد کے ساتھ۔ اس کے حاشیہ پر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے فرمایا۔ حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ زیادہ قریب تر ہے گاہے مرید میں قابلیت نہیں ہوتی تو اس کی مزید محبت سے مرشد اس میں تصرف کرتا ہے۔ مشائخ طریقت نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ کے ساتھ صحبت رکھو۔ سو اگر تم سے نہ ہو سکے۔ تو ان کے ساتھ صحبت رکھو۔ جو اللہ کے صحبت رکھتے ہیں۔ غرضیکہ خلاصہ عبارت کا یہ ہے۔ کہ حضرات چشتیہ و نقشبندیہ وغیرہ کا اجماع ہے۔ اس پر کہ فیضان الٰہی کا پیر سے حاصل کرنا بذریعہ تصور شیخ عمدہ طریقہ ہے۔ اور خدا سے ملنے کا نسیر طریق ہے۔ تصور پیر مرید کو وہ فائدہ دیتا ہے۔ جو پیر کی صحبت نفع دیتی ہے۔

دوم۔ حضرت مولانا مولوی فخر الدین دہلوی کے پیر و مرشد حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی اپنے کشکول میں فرماتے ہیں۔ واحضار صورت شیخ حاد ذکر او رکہ شرائط بہت پس قرب الٰہی و تقرب بارگاہ خدائی کہ مقصود اصلی است بلا توجہ بصورت شیخ نزد اہل عرفان و صاحبان ایقان متصور نیست الخ ذکر کرنے وقت شیخ کا تصور تاکیدی شرط ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا جو کہ اصلی مقصود ہے۔ شیخ کی صورت کی طرف توجہ کرنے کے بغیر اہل عرفان (عارفوں) اور صاحبان ایقان (محققین صوفیائے کرام) کے نزدیک متصور نہیں)

سوم۔ حضرت امام شریعت و طریقت قامع بدعت محی سنت امام ربانی سرہندیؒ مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ محمد اشرف ورزش رابطہ نوشتہ بود ناد حدے استیلا یافتہ است۔ کہ در صلوات آنرا مسجود خود می داند۔ الخ ترجمہ خواجہ محمد اشرف نے لکھا تھا۔ کہ نسبت رابطہ کی ورزش یہاں تک غالب ہو گئی ہے، کہ نمازوں میں اس کو اپنا مسجود جانتا اور دیکھتا ہے۔ اور اگر بالفرض اس کو دور بھی کرنا چاہوں تو نہیں ہو سکتا۔ (جواب) اے محبت کے نشان والے! طالب اسی دولت کی تمنا کرتے ہیں۔ اور ہزاروں میں سے ایک کو ملتی ہے۔ ایسے حال والا شخص کامل مناسبت کی استعداد رکھتا ہے۔ اور شیخ مقتدا کی تھوڑی صحبت سے اس کے تمام کمالات کو جذب کر لیتا ہے۔ رابطہ کی نفی کیوں کرتے ہیں۔ رابطہ مسجود الیہ ہے نہ مسجود لہ۔ محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے۔ اس قسم کی دولت سعادت مندوں کی میسر ہوتی ہے۔ تاکہ تمام احوال میں صاحب رابطہ کو اپنا وسیلہ جانیں اور تمام اوقات اس کی طرف متوجہ رہیں۔ نہ ان بدبخت لوگوں کی طرح جو اپنے آپ کو مستغنی جانتے ہیں، اور توجہ

کے قبلہ کو اپنے شیخ کی طرف سے پھیر لیتے ہیں۔ اور اپنے معاملہ کو درہم برہم کر لیتے ہیں۔

چہارم۔ حضرت عبدالغفور صاحب مرید و خلیفہ حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ اپنا حال تکملہ حاشیہ نفحات الانس میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔ "فقیرے را داعیہ شغل باین طریق دست داده بود۔ بملازمت آمده استدعا تعلیم کرده۔ ایشاں او را تلقین ذکر لا الٰہ الا اللہ کرده اند بشروط بحفظ صورت مبارک خود ساختہ (ایک فقیر کو اس طریقہ (نقشبندیہ) کے شغل کا شوق (تشویش خاطر) دامن گیر ہوا۔ اور خدمت میں (حضرت مولانا جامیؒ کی) حاضر ہو کر طریقہ سکھانے کی التجا کی۔ آپ نے اس کو ذکر لا الٰہ الا اللہ تلقین فرمایا ہے۔ اور شرط ہی اپنی صورت مبارک کو محفوظ رکھنے کی شرط فرما دی)

پنجم۔ جناب عارف ربانی، عابد رحمانی متبع سنت واقف طریقت حضرت آخون درویزہ صاحب اپنی کتاب ارشاد الطالبین میں لکھتے ہیں، "باید کہ ذکر ترک نباید و اگر شیطانی و دنیاوی تجلی شود، صورت مرشد را در دل گذارند تا دفع شود و بمدد شیخ نورِ ذکرِ باطن او بیفزاید۔ (چاہیے (کہ سالک) ذکر ترک نہ کرے۔ اور اگر شیطانی یا دنیاوی وسوسے و خطرات پیش آئیں شیخ کا تصور کرے۔ تاکہ دفع ہوں، اور شیخ کے تصور کرے تاکہ دفع ہوں، اور شیخ کے تصور کی برکت سے اس کے باطن کے ذکر کا نور زیادہ ہو۔

ششم۔ حضرت امام قطب الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ فاذا احتاج المرید الی الشیخ لحل واقعۃ لیستحضر الشیخ بقلبہٖ ویسئل لہٗ عما نشاء بعد لا بلسان الظاہر بل بلسان القلب فیلہمہٗ بالشیخ الخ (تحفۃ العارفین) یعنی جس وقت مرید کو ضرورت پڑتی ہے، تو شیخ کی صورت کو دل میں حاضر کر کے اپنا سوال پیش کرتا ہے، اور شیخ بھی قلبی طریق سے اس کے دل پر جواب اصل موافق مطلب القا کرتا ہے۔ اور یہ سب کچھ صرف ربط قلب (تصور شیخ) سے حاصل ہوتا ہے۔

ہفتم۔ حضرت علامہ شرح تصوف ہمامہ حقائق و دقائق حضرت محمد عبدالقدوس صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نمبر ۳۷ میں تصور شیخ کو مفصل ارشاد فرماتے ہیں۔ عبارت مختصر یہ ہے۔ "دل خویش را مراقب بدل شیخ دارد۔ از دل شیخ بدل وے نعمت و معرفت رسد۔ چنانچہ کسے پیش استاد تحصیل علم کند..... دریں مقام مریدان صادق بدل از دلِ شیخ تحصیل علم۔ کنند و سوال از دل بدل بود۔ کہ دلِ شیخ نور ربانی است بہ مکاشفہ و مشاہدہ متوجہ بنور سبحانی است از حضرت سبحانی فیض رحمانی بدل شیخ مرید و از دل شیخ بدل مرید بحسب تا لیف و رابطہ کہ میان دل شیخ و دل ایشان است۔ فیضان بود..... الخ (مکتوبات قدوسیہ) (اپنے دل کو شیخ کے دل کی طرف متوجہ رکھے۔ شیخ کے دل سے ان (مریدوں) کے دل میں نعمت معرفت پہنچے گی۔ جیسے کہ کوئی استاد سے تعلیم حاصل کرتا ہے۔ اس مقام میں صادق مریدوں کے ذریعے شیخ کے دل سے علم حاصل کرتے ہیں۔ سوال دل سے دل کی طرف ہوتا ہے۔ کیونکہ شیخ کا دل نور ربانی ہے۔ بذریعہ مکاشفہ اور مشاہدہ نور سبحانی کی طرف متوجہ ہے۔ حضرت سبحانی سے فیض رحمانی مرید کے شیخ کے دل میں اور شیخ کے دل سے مرید کے دل میں حسب محبت و رابطہ کہ شیخ اور مریدوں کے درمیان ہے۔ فیض ہوتا ہے)

ہشتم :- حضرت شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی حنفی چشتی علیہ الرحمۃ۔ اپنی کتاب ضیاء القلوب میں طریق حصول زیارت
پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والتسلیم یوں تحریر فرماتے ہیں: "دل را از جملہ خطرات خالی کردہ صورت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را بلباس
سفید و جامہ سبز و چہرہ منور مثل بدر بر کرسی تصور کند۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ چپ و راست و بر دل ضرب کند۔
و اذا جاء خواندہ بتصور جمال مبارک درود گویاں بخسپد (دل کو تمام وسوسوں سے خالی کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفید
لباس سبز جامہ اور چہرہ مبارک بدر کی طرح نور سے چمکتا ہوا کرسی پر تشریف فرما تصور کرے۔ اور الصلوٰۃ والسلام علیک
یا رسول اللہ بائیں جانب۔ دائیں جانب اور دل کے مقام پر ضرب لگائے۔ اور اذا جاء نصر اللہ ساری پڑھے۔ اور جمال مبارک
کے تصور میں درود شریف پڑھتے پڑھتے سو جائے) اور دوسری جگہ یوں فرماتے ہیں: "شیخ خود را از ہمہ امور خالی ساختہ متوجہ شود
بسوئے نفس ناطقہ خود در نیتے کہ در مرید القائش منظور باشد۔ و توجہ خاطر صرف بحالش نماید و تصور کند کہ کیفیت و جذب از من
در مرید سرایت می کند۔ بفضلہ تعالیٰ افاضہ نور و برکات حسب استعداد آں می باشد۔ بعد اجرائے لطیفہ قلب بر ہر لطیفہ درجہ بدرجہ
توجہ نماید۔ و ہمچنیں در القاء انوار و ترقیات لطائف مرید بایں طریق توجہ کند۔ و بر مرید غایب تصور صورت او نمودہ توجہ غائبانہ
نماید و فایدہ او را رساند الخ" (شیخ اپنے آپ کو تمام امور سے خالی کرکے اپنے نفس (ناطقہ) کی طرف متوجہ ہو) اس نیت سے کہ مرید
میں اس کا القاء کرنا منظور ہو۔ (دل میں ڈالنا) اور دل کی توجہ اس کے حال کی طرف پھیرے اور تصور کرے۔ کہ مجھ سے جذبات
نکل کر مرید میں سرایت کر رہے ہیں۔ خدا کے فضل سے اسکی استعداد (لیاقت) کے مطابق نور و برکات کا فیض میسر ہوگا۔
لطیفہ قلب (دل) جاری ہو جانے کے بعد ہر لطیفہ پر درجہ بدرجہ توجہ کرے۔ اور اسی طرح انوار اور ترقیات مرید کے لطیفوں
میں القاء کرنے کے لئے اس طریق سے توجہ کرے۔ اور جو مرید پاس نہ ہو۔ غایب ہو۔ کہیں دور ہو۔ اس کی صورت کا تصور کرکے
غائبانہ توجہ کرے۔ اور اس کو فایدہ پہنچائے۔"

(باقی آیندہ) المنشر

روئداد عرس شریف اعلیٰ حضرت امیر الملت قبلہ عالم پوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۰ ستمبر ۱۹۵۶ء کوہاٹ میں

سالہائے ماسبق کی طرح امسال بھی عرس شریف نہایت اعلیٰ پیمانہ پر منایا گیا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ باطنی مصروف کار اور شامل حال تھی۔ تاریخ ہائے عرس شریف ۱۰ اور ۱۱ ستمبر مقرر کی گئیں۔ درس تاریخ بعد از نماز ظہر قرآن خوانی شروع ہوئی۔ موسم میں گرمی تھی۔ یکدم بادل آئے۔ بارش ہوئی۔ اور موسم خنک اور خوشگوار ہو گیا۔ قرآن خوانی کے بعد ختم شریف خواجگان رضوان اللہ علیہم پڑھا گیا۔ اور نماز عصر ادا کی گئی۔ عصر کے بعد متعدد حضرات نے تلاوت قرآن مجید کی نعت خوانوں نے نعت خوانی کی۔ سلام پڑھا گیا۔ قرآن مجید کے ۸۰ ختم ۱۹۹ پارے دس ہزار درود شریف پانچ ختم دلائل خیرات بسم اللہ شریف کا ختم حضرت مولانا شاہ محمد عارف اللہ صاحب قادری کے ملک کئے گئے۔ اور ایصال ثواب کیا گیا۔ اس کے بعد کھانا شروع ہوا جس کا سلسلہ قبل از عشا تک رہا۔

یہ تمام انتظام حاجی پیر سعید علی صاحب نوری خلیفہ مجاز قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر کیا گیا۔ حاجی میاں احمد صاحب حاجی محمد عبداللہ صاحب نگران تھے۔ قبلہ پیر صاحب موصوف کے خاندان کے افراد کیا چھوٹے کیا بڑے سب مصروف خدمت تھے۔ اور مہمانوں کی ضروریات بہم پہنچاتے تھے۔ کھانے میں بہت برکت پائی گئی۔ یہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی بین کرامت تھی۔

۱۰ ستمبر بعد از نماز عشا مولینا شاہ محمد عارف اللہ صاحب کا وعظ ہوا۔ اور ۱۱ ستمبر کو بعد از نماز عشا مولانا صاحبزادہ ارشاد حسین صاحب قبلہ چورہ شریف نے وعظ فرمایا۔ یہ دونو وعظ مسجد حضرت حاجی بہادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں ہوئے۔ اور حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ دونو واعظوں میں مجمع کثیر تھا۔

ناظرین کرام کی خاطر وعظوں کا اقتباس درج کیا جاتا ہے۔

۱۰ ستمبر فاتحہ کے وقت حضرت مولانا شاہ محمد عارف اللہ صاحب سے سوال کیا گیا۔ کہ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنے کے مسئلہ پر روشنی ڈالئے آپ نے ۱۵ منٹ میں ایک مختصر تقریر میں فرمایا۔ اصل اعتراض یہ نہیں۔ کہ کھانا کہاں رکھا جائے۔ اصل اعتراض یہ ہے۔ کہ جس کھانے پر غیر اللہ کا نام آجائے۔ اسے حرام کہا جاتا ہے۔

کھانے رکھنے کے جواب میں تو کہا گیا۔ کہ کھانا ہمیشہ آگے ہی رکھا جاتا ہے۔ پیچھے کوئی نہیں رکھتا۔ اب رہا پڑھنے کا ثبوت۔ ایک مرتبہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ صحابہ کرام کے پاس کھانا کم تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے حکم دیا۔ سب کھانا جمع کرو۔ تمام چیزیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے لاکر رکھ دی گئیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ پڑھا۔ اور برکت کی دعا کی۔ تمام صحابہ کرام اپنے اپنے برتن بھر کر لے گئے۔ اس حدیث سے کھانا سامنے کر کے پڑھنے کا ثبوت حاصل ہو گیا ہے۔ اب اصل مسئلہ ما اھل بہ لغیر اللہ کا ہے۔ اس معنوی تحریف کی گئی ہے۔ یہ اصل معنی ہے۔ ذبح کے وقت جس جانور کو بسم اللہ۔ اللہ اکبر کہہ کر ذبح نہ کیا جائے۔ بلکہ کسی غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ ذبیحہ حرام ہو گا۔ یہ معنی سب سے پہلی تفسیر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہا کی تفسیر ہیں۔ اور اسی طرح تمام پہلی تفاسیر ہیں۔ میں نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ کہ کن کن تفاسیر میں اس کے صحیح معنے دیئے گئے ہیں۔ اور کب یہ تحریف کی گئی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہا جیسے جلیل القدر صحابی کے معنی کے خلاف دوسرے معنی کیسے تسلیم ہو سکتے ہیں۔ یہ مخالفین کا فریب ہے۔

پہلا وعظ۔ ۱۰ ستمبر بعد از نماز عشا مسجد حضرت حاجی بہادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ از مولٰنا شاہ محمد عارف اللہ صاحب۔
خطبہ مسنونہ کے بعد آپ نے آیۃ تلک الرسل تلاوت فرمائی۔ اور فرمایا۔ یہ آیت حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں ہے۔ بعض کو شرف کلام سے نوازا اور بعض کو درجوں بلندیاں عطا کیں۔ ائمہ کرام اور مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ جب تمام کے محامد سامنے ہو گئے۔ تو ایک ایک والے کا خیال حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منتقل ہو گا۔
حضور صلے اللہ علیہ وسلم عالم آفرینش میں سب سے اول ہیں۔ آپ کا نور مقدس سب سے پہلے پیدا ہوا۔ اور قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا۔ آگ کو حکم ہوا۔ کونی بردا وسلاما۔ ٹھنڈی ہو جا۔ اگر سلاما نہ فرمایا جاتا۔ تو آگ برف کا تودہ بن جاتی اور حضرت ابراہیم کو ایذا پہنچتی۔ ادھر حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک کو جس نے چھو لیا۔ اس پر آگ کا اثر نہ ہوا۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے بعد دستر خوان سے ہاتھ صاف کئے۔ صحابہ کرام کی عقیدت دیکھئے۔ اس دستر خوان کو تبرک بنا لیا۔ کیونکہ اس کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے نسبت پیدا ہو گئی تھی۔ جب مہمان آتے وہ دستر خوان منگایا جاتا۔ ایک دفعہ باندی وہ دستر خوان لائی۔ وہ بہت میلا تھا۔ باندی سے کہا۔ اسے تنور میں ڈال دو۔ مہمان حیران ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حکم دیا۔ کہ نکال لاؤ۔ مہمان اور بھی حیران۔ کہ چکنا دستر خوان جل کر راکھ ہو چکا ہو گا۔ لیکن جب باندی نکال کر لائی۔ تو نہایت صاف اور اجلا۔ حیرت اور بھی بڑھ گئی۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

بعد یک ساعت برآورد از تنور ؎ پاک و اسپید از اوساخ و درد

مہمانوں نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے، فرمایا۔ گفت زانکہ مصطفیٰ دست و دہاں ؎ بس بمالید اندریں دستار خواں

آقائے نامدار صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک اسے لگ چکے ہیں۔ اس پہ آگ کیسے اثر کر سکتی ہے۔ خوشخبری ہے ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں حضرت مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق کی آگ ہے۔ وہ جہنم کی آگ سے کیا خوف رکھ سکتا ہے لیکن افسوس آج کا مسلمان مقام نبوت کو بھول چکا ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی اپنے جیسا کہہ رہا ہے۔ کوئی بڑے بھائی سے نسبت دے رہا ہے۔ کوئی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کو جانوروں کے علم سے تشبیہ دے رہا ہے۔ کہ شیطان کے علم کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے علم سے بڑھ کر لینا رہا ہے۔ اعاذنا اللہ منہم

بے ادب منہا نہ خود را داشت بد ملکہ آتش در ہمہ آفاق زد

بے ادبی سے رحمتیں قہر میں بدل جاتی ہیں۔ آج کی پریشانی کا باعث کیا ہے۔ یہی بے ادبی اور انکار۔ حدیث کا انکار۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا انکار۔ اہل بیت کی عظمت کا انکار۔ صحابہ کرام کے فضائل سے انکار۔ اللہ تعالیٰ ان برائیوں سے بچائے۔ آمین۔ (لاؤڈ سپیکر میں کچھ نقص تھا۔ اسے بند کر دیا گیا) میں نے بہت عرصہ ہوا۔ لاوڈ سپیکر کے بغیر تقریر نہیں کی کوشش کروں گا۔ کہ تقریر سب سن سکیں۔ اولیائے کرام کی کرامتوں سے انکار کیا جاتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پیران پیر کی کرامت تھی۔ کہ حاضرین میں سب یکساں سنتے تھے۔ حالانکہ ہزاروں کا مجمع ہوتا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف طاغوتی طاقتیں اور کوششیں برسر پیکار ہیں۔ ایک ماہ سے مسلسل آگ جل رہی ہے۔ منجنیق کے ذریعے آپ کو آگ میں پھینکنے کا انتظام کیا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور پوچھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی پیغام دینا ہو۔ تو کہہ دیں۔ فرمایا جسے پیغام پہنچانا ہے۔ وہ خود جانتا ہے۔ اب حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم معراج کی رات جب سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام رک گئے۔ اور عرض کی طاقت نہیں۔ جل جاؤں گا۔ نظر رحمت اٹھی۔ فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کچھ کہا تھا۔ اس کا بدلہ اتارتا ہوں۔ احسان کا بدلہ چکاتا ہوں۔ مجھے اس مقام قرب تک پہنچنا ہے۔ جہاں لی مع اللہ وقت لا یسعنی ملک مقرب ولا نبی مرسل ملائکہ وہاں وہم و گمان بھی نہیں پہنچ سکتا۔ کوئی پیغام ہو۔ تو دے دو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی۔ مجھے اجازت مل جائے۔ کہ قیامت کے دن پل صراط پر حضور کے امتیوں کے قدموں کے نیچے اپنے پر بچھا دوں

یاد رکھو زندگی مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن اقدس سے وابستہ ہے۔ یہ رشتہ کٹ گیا۔ تو پھر کوئی پرساں حال نہیں۔ علامہ اقبال کا شعر ہے۔ ؎ در دل مومن مقام مصطفیٰ است ؛ آبروے ما ز نام مصطفےٰ است

عزت حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تعلق باقی رکھے۔ آمین۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو درجے بلند بالا عطا کئے۔ آج کل [illegible] والے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا علم غیب ناپا جاتا ہے۔ کہ اتنا تھا۔ الف کے پہچے چھٹی جماعت کا طالب علم جانچ رہا ہے۔ چوتھی کا طالب علم میٹرک کی قابلیت کا اندازہ لگا رہا ہے۔ اے کم فہمو۔ خدا انہیں ہدایت دے سکھانے والا اللہ سیکھنے والا حبیب نہ سکھانے والا معاذ اللہ بخیل نہ سیکھنے والا کم ذہن

کہ سمجھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وعلمک مالم تکن تعلم جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے۔ سب کچھ سکھا دیا۔ آج کل جاہل ملا پیمانہ سکر ماپ رہا ہے حقیقت مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو جبرائیل امین نہ سمجھ سکے۔ صدیق اکبر فاروق اعظم عثمان ذوالنورین علی مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین اسے نہ پا سکے۔ آج کل کے گستاخ تو انا چاہتے ہیں۔ اور ماپتے پھرتے ہیں۔ آج کل عوام واعظ کی تحقیق نہیں کرتے۔ سننے کے لئے دوڑے جاتے ہیں۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام کی عقیدت دیکھئے۔ کوئی تکلیف آئی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور دکھ دور کرتے۔ ایک صحابی کو جنگ میں آنکھ میں تیر لگا۔ ڈھیلا باہر آ گیا۔ کسی معالج کے پاس نہیں گئے۔ آنکھ پر ہاتھ ہے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ نبی مختار صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قریب آؤ۔ اگر اختیار نہ ہوتا۔ تو فرماتے میاں میرے پاس کیوں آئے ہو۔ میں معالج تو نہیں ہوں۔ میں تو صرف تبلیغ احکام کرتا ہوں۔ قرآن شریف سکھانے آیا ہوں۔ اختیار تھا تبھی فرمایا قریب آؤ۔

ہاں وہ صاحب اختیار تھے۔ تبھی چاند اشارے پر دو ٹکڑے ہو گیا۔ سورج اشارہ پر دوبارہ طلوع ہوا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ عصر کی نماز ادا کر سکیں۔ جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت گذاری میں فوت ہو گئی ہے۔ کیکر اشارے پر چل کر آ گئے۔ تاکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے آڑ بن جائیں۔ فرمایا قریب آؤ۔ آنکھ پر لعاب دہن لگایا۔ ڈھیلے کو اندر رکھا۔ نظر پہلے سے بھی تیز ہو گئی۔ کیوں نہ ہو۔ رحمت والی انگلی نے درست کیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ میں تمہارے جیسا انسان ہوں۔ کیا کر سکتا ہوں۔ خدا سے مانگو۔ بلکہ خود آنکھ درست کر دی۔

اولیائے کرام میں اللہ کی دی ہوئی طاقت کا مظاہرہ دیکھئے۔ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کی خدمت میں وضو کا پانی پیش کیا کرتے تھے۔ سردیوں میں پانی سرد تھا۔ گرم کرنا چاہا۔ آگ نہ ملی۔ باہر گئے۔ ایک ضعیفہ کے پاس آگ دیکھی۔ مانگی۔ ضعیفہ اہل نظر تھی۔ امتحان کیا۔ فرمایا پیر کے لئے پانی گرم کرتا ہے۔ پانی قیمت سے ملے گا۔ ایک آنکھ نکال کر دے دو۔ فوراً آنکھ نکال کر دے دی۔ اور آنکھ پر پٹی باندھ لی۔ پانی گرم کیا۔ شیخ کو وضو کرایا۔ شیخ نے پوچھا۔ یہ پٹی کیسی؟ عرض کیا۔ دکھنے آئی ہے۔ شیخ روشن ضمیر کو علم تھا۔ فرمایا۔ اگر آئی ہے۔ تو آئی ہے۔ بلکہ سوائی ہے۔ پٹی کھولی۔ تو آنکھ موجود اور پہلی سے بڑی یہ کرامت وہیں ختم نہیں ہوئی۔ ان کی اولاد میں ایک آنکھ دوسری سے بڑی ہوتی ہے۔ یہ ہے استمداد جسے لوگ کہتے ہیں شرک ہے۔ اگر ایک شخص نے پانی لا کر دیا۔ فرمایا یہ بھی شرک ہو گا۔ پانی بھی غیر اللہ نے روک دیا ہے۔ مقدمہ میں وکیل سے مدد لی جاتی ہے۔ بیماری میں حکیم ڈاکٹر سے علاج کرایا جاتا ہے۔ ضروریات میں حکام سے مدد لی جاتی ہے۔ تو یہ سب توحید ہے۔ لیکن اگر ہم کہدیں۔ یا غوث المدد۔ تو یہ شرک بن جاتا ہے۔ اللہ انہیں ہدایت دے۔

شرک کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ ظلم عظیم ہے۔ شرح عقائد نسفی میں ہے۔ غیر اللہ کے ساتھ وہ معاملہ کرنا جو اللہ کے ساتھ کرنا چاہیئے۔ یہ شرک ہے۔ اگر یہ کہو۔ کہ عقیدہ نہیں۔ تو پھر شرک کیا۔ اگر کہو۔ کہ زندوں سے مدد مانگی تو تو جہد مردوں

سے مدد مانگی۔ تو شرک۔ اولیائے کرام کو حیات ابدی مل گئی۔ ان کو موت نہیں آئی۔ اب شرک کیا۔ اگر کہو کہ وہ نظر نہیں آتے۔ اس لئے شرک ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ جب تم میں سے کسی کا جانور کھو جائے۔ یا تم رستہ بھول جاؤ۔ تو کہو۔ اعینو یا عباد اللہ رحمکم اللہ۔ سامنے کوئی نہیں ندا کی جا رہی ہے۔ ڈبل شرک ہو گیا۔ اگر یہ شرک ہے۔ تو خدا تعالیٰ آپ کو ہدایت دے۔ یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شرک کی تعلیم دینے نہیں آئے تھے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

اس استمداد کو شرک کہنا حماقت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ یا ساریۃ الجبل۔ اے ساریہ پہاڑ سے بے خبر نہ رہنا۔ دیکھئے تین سو میل کے فاصلے پر نہاوند میں ساریہ کو ندا کی جا رہی ہے۔ غائب کو پکارا جا رہا ہے۔ کیا یہ شرک ہے۔ صحابہ کرام موجود ہیں۔ کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ کہ خطبہ جمعہ میں یہ شرک کیا۔ حضرت ساریہ رضی لڑ رہے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ شریف سے دیکھ رہے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ دشمن نے پہاڑ کے پیچھے سے حملہ کرنے کی لئے دستہ بھیج دیا ہے۔ پہاڑ کی طرف سے خبردار رہو۔ نگاہ فاروقی دیکھ رہی ہے۔ آواز فاروقی پہنچ رہی ہے۔ لیکن حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے علم اور مشاہدہ میں لوگ شبہ کرتے ہیں۔ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نے آکر بتایا۔ قربان جایئے ان آنکھوں اور کانوں پر۔ یہ مدد اور پکارنا اگر شرک ہے۔ تو صحابہ کرام رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور اولیائے کرام نے ایسا کیا۔ آپ کو اپنی توحید مبارک۔ خدا تعالیٰ آپ کو ہدایت دے۔ یہ لوگ مسلمانوں کو مشرک بنا رہے ہیں۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بلندی شان ملاحظہ ہو۔

جمعہ کا دن خطبہ مکمل نہیں ہو سکتا۔ اذان۔ اقامت۔ نماز اس وقت تک قابل قبول نہیں۔ جب تک حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی اور درود شریف نہ پڑھا جائے۔ نماز میں السلام علیک ایہا النبی پڑھا جاتا ہے۔ خطاب بھی اور ندا بھی ہے۔ کیا نماز میں شرک آگیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ورفعنا لک ذکرک کہ اللہ تعالیٰ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو بلند کرنے والا ہے کون گھٹا سکتا ہے۔ فقہائے کرام نے لکھا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا شائبہ بھی ہو جائے۔ تو وہ شخص کافر ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ایک ہاتھ میں اہل بیت کا دامن رکھو اور دوسرے میں صحابہ کرام کا دامن تب نجات ہو گی۔

ایک خارجی ایک امام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا۔ کہ قرآن سنانا ہوں۔ فرمایا نہیں سنتا۔ اس نے کہا صرف قرآن مجید سناؤں گا۔ فرمایا تجھ سے نہیں سنتا۔ تو بدعقیدہ ہے۔ بدعقیدگی کے شعلے میرے خرمن ایمان کو جلا دیں گے۔ آج کل کہا جاتا ہے

اس میں حرج کیا ہے،

آج کل کے اہل حدیث حدیث سے ناواقف ہیں۔ ہمارے مدرسہ کا متوسط طالب علم ان پر غالب ہے۔ ایک شخص نے غیر مقلد کے ہاں نماز پڑھی۔ انہیں ڈانٹا گیا۔ کہا میں نے اس لئے پڑھی کہ الحمد تو بھی پڑھتے ہیں۔ یہ خیال نہ آیا۔ کہ الحمد تو مرزائی بھی پڑھتے ہیں۔ رام چندر ایک آریہ مناظر تھا۔ قرآن پڑھ لیا۔ خوش الحانی سے پڑھتا۔ اگر وہ الحمد پڑھتا۔ تو کیا اس کی اقتدا کر لیتے۔ دیکھنا چاہیئے عقیدہ اور عمل۔ ان جماعتوں سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ عقیدہ درست رکھو۔ دین کے بے خبر اور ایمان کے ڈاکوؤں سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ ایمان کی حفاظت کیجئے۔ حدیث شریف میں ہے۔ یہ لوگ قرآن شریف پڑھیں گے۔ لیکن ان کے حلق کے نیچے نہیں جائے گا۔ ان سے بچو۔ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔

آج کل یہ لوگ مختلف چولے بدل آتے ہیں۔ کتاب و سنت کی دعوت دے کر معتقد بنا لیتے ہیں۔ پھر گمراہ کرتے ہیں۔ اس وقت اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ تمام مشائخ کرام متحد ہو جائیں۔ تمام سلاسل ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔ اور فتنہ کا سد باب کریں۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا۔ اور اپنی ذمہ داری کا احساس نہ کیا۔ تو آپ حضرات کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ راولپنڈی کے پہلاب محلہ کے لوگ آئے۔ اور کہا ہمارا امام کہتا ہے۔ کہ میں نے شاہ عارف اللہ کی جماعت میں ہوں۔ نہ اس کی مخالف پارٹی میں اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیئے۔ یا نہیں۔ میں نے کہا۔ سیاست میں روسی اور امریکی بلاک میں کیا حکومت ان میں سے کسی ایک ساتھ وابستہ ہوئے بغیر زندہ رہ سکتی ہے۔ سن ۱۹۵۰ء سے سلطان ہوش میں آ چکے ہیں وہ کا امام کچھ اور ہوگا۔ تمام سلاسل کا مقصود اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لئے کیوں جمع نہ ہوں،

صحابہ کرام کے دو گروہ تھے۔ دنیا جمع کی جائے۔ یا نہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جمع کرنے کے خلاف تھے۔ جنگل میں تنہائی کی حالت میں فوت ہوئے۔ صحابہ کرام نے ان کی تکفین کی۔ لوگوں کے ایمان کو بچانے کے لئے میں نے یہ جد و جہد کی ہے اور کر رہا ہوں۔ اور آپ کو بھی تلقین کر رہا ہوں۔ کہ اس وقت کوشش کی ضرورت ہے۔ افسوس کہ عرصہ دراز کے بعد مجھے بلند آواز سے بولنا پڑا جس کی مجھے مشق نہیں رہی۔ اتنا کچھ یاد رکھنے اور عمل کے لئے کافی ہے۔

اس کے بعد سلام بیادگار سید الانام صلے اللہ علیہ وسلم پیش کیا گیا۔ اور محفل ختم ہوئی۔

دوسرا وعظ

۱۱ ستمبر بعد از نماز عشا مسجد حضرت حاجی بہادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ از مولوی صاحبزادہ ارشاد حسین صاحب خلیفہ پور شریف خطبہ مسنونہ کے بعد آپ نے سورہ کوثر تلاوت کی اور فرمایا۔ آپ لوگ نیند چھوڑ کر آ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بیان و عمل دے۔ آمین۔ سورہ کوثر الفاظ میں مختصر ہے۔ لیکن معنوں کے لحاظ سے کوزہ میں سمندر بند ہے۔ اگر اس کی تفسیر کی جائے۔ تو قرآن مجید کا مطلب اسی سورہ شریف میں آ جائے گا۔ اعلیٰحضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف کا دن ہے۔ حضور کی روح خوش ہو۔ ـــ ۵

فصحاء عرب کے بڑے بڑے نعرے آگئے ہیں یوں کہ ۔ کوئی سمجھے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے میرے محبوب محترم میں نے تجھے عطا کیا۔ خیر کثیر۔ علم کثیر۔ امت کثیر۔

ہمارے متعلق بدگمانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خیر کثیر۔ علم کثیر امت کثیر وغیرہ دینے والا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم لینے والے۔ شرک کہاں سے آگیا۔ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ؎

انا اعطیناک الکوثر ساری کثرت پاتے ہیں ۔ اللہ معطی یہ ہیں قاسم دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں۔

کثرت امت جنت میں ایک سو بیس صفوں میں سے اسی صفیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کی ہونگی ؎

نہ در طوبیٰ و ما و قامت یار ۔ نکر ہر کس بقدر ہمت اوست

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو فخر ہے۔ کہ میری امت کے اکثر افراد جنتی ہیں۔

فرمایا اتبعوا السواد الاعظم بڑے گروہ کی پیروی کرو۔ دنیا میں کثرت اہل سنت جماعت کی ہے۔ اگر یہ مشرک ہوتے تو اسی صفیں کیسے بنیں گی۔ اللہ ہدایت دے۔

چھ برس تک چند مسلمان تھے۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ تو اسلام کو ترقی ہوئی۔ امریکہ انگلستان غرض تمام دنیا میں مسلمان ہر جگہ معبود و محبوب کا ذکر اور ہر جگہ نمایاں۔ جو کچھ ملا ہے۔ اللہ سے ملا ہے شرک کہاں۔ یہ سمجھتے نہیں کہتے ہیں۔ یہ نہ کہو اللہ اور رسول کو ملا دیا۔ یہ دو نہ تھے اور انہوں نے جدا کیے۔ اللہ اور رسول جدا کب ہیں۔ اور کیسے ہو سکتے ہیں۔ اللہ کی طاعت رسول کی اطاعت اور رسول کا حکم اللہ کا حکم۔ جدائی کہاں!

کہتے ہیں عرس بھی بدعت ہے۔ سوچو تو دیکھو یہاں کتنی بری باتیں ہو رہی ہیں۔ قرآن و حدیث کا بیان ہے۔ وعظ و نصیحت ہے۔ نعت خوانی ہو رہی ہے۔ خدا و رسول کے احکام بیان ہو رہے ہیں۔ بتاؤ ان کا مقصد کیا ہے۔ کہ ان کاموں سے روکنا چاہتے ہیں۔ افسوس اللہ تعالیٰ الوہیت میں وحدہٗ لاشریک ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ہم پانچ نمازوں میں عبدہٗ کہتے ہیں۔ انہیں جدا کیسے کہہ سکتے ہیں۔ عرس میں برائی کیا ہے۔ اجتماع اور وعظ سیرت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی ہوتے رہے۔ اس میں بدعت کیا ہے۔ ثبوت دیں۔ عرس میں اولیاء کرام کا ذکر اور فضائل بیان ہوتے ہیں

نماز اسلام کا ستون ہے۔ ستون گرا دو۔ تو عمارت گر جاتی ہے۔ ریاکاری کی نماز شرک ہے۔ ہے کوئی موحد جسے نماز میں وسوسہ یا تصور نہ آتا ہو۔ توحید کہاں گئی۔ چھوٹا بچہ مسجد میں آتا ہے۔ جلدی جلدی نماز پڑھتا ہے۔ مقصد ہے۔ ابا جان کو خوش کرنا۔ نماز کی ابتدا شرک سے ہوئی۔ کیونکہ ابا کی نماز پڑھی گئی۔

وہی بت پرستی وہی بت گری ہے

تصویر کھینچنے والے اور کھچوانے والے پر لعنت۔ سب سے بڑا عذاب تصویر بنانے والے پر ہوگا۔ حکم ہوگا۔ مقابلہ پورا کرو تصویر میں جان ڈالو۔ ؎ نہ شیخ شہر نہ شاعر نہ خرقہ پوش اقبال ۔ فقیر راہ نشیں است دل غنی دارد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام کی عقیدت ظاہر ہے ۔ لیکن کسی نے تصویر نہ بنائی ۔ البتہ ؎

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار — جب ذرا گردن جھکالی دیکھ لی ۔

روح اسلام باقی نہیں رہی ۔ ورنہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والا بدمعاش ہو ۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے ۔ اعلیٰ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد بنائیں ۔ حج کئے ۔ تمام عمر دین کی تبلیغ میں گذاری ۔ یہ ہے مسلمان کی زندگی کا نمونہ ۔

عرس کو شرک کہنے والے قائد اعظم کی برسی منانے کو شرک کیوں نہیں کہتے ۔ امام اعظم ۔ غوث اعظم کہنے کو شرک بتانے والے قائد اعظم اور جنرل اعظم کیوں کہتے ہیں ۔ وہاں شرک کا فتویٰ کدھر جاتا ہے ۔ کیا پولیس کا ڈر ہے ۔ عرس اور برسی ایک ہی چیز ہے ۔ اقوال افعال احوال بیان کئے جاتے ہیں ۔ تاکہ سبق حاصل ہو ۔

لطیفہ :۔ ایک شخص نے اپنی لڑکی کی شادی کے لئے اشتہار دیا ۔ کہ اپنی تصویر کے ساتھ مندرجہ ذیل مصرع کو مکمل کیا جائے ۔ اس لئے تصویر جاناں ہم نے کھچوائی نہیں ۔ جو جواب آئے ان میں سے چند یہ تھے ۔

۱۔ دام مانگے ہے مصور جیب میں پائی نہیں — اس لئے تصویر جاناں ہم نے کھچوائی نہیں
۲۔ ایک سے جواب دو ہوتے پھر لطف یکتائی نہیں — اس لئے تصویر جاناں ہم نے کھچوائی نہیں
۳۔ بت پرستی دین احمد میں کہیں آئی نہیں — اس لئے تصویر جاناں ہم نے کھچوائی نہیں

آج کل کے مسلمان روزانہ ڈاڑھی اور مونچھیں منڈاتے ہیں ۔ اور پھر کہتے ہیں ۔ کیا اسلام ڈاڑھی میں رکھا ہے ۔ رات کو بچہ روتا ہے ۔ منہ پہ ہاتھ مارتا ہے ۔ اور کہتا ہے ۔ امی بات کہتا ہے ۔ نہیں ابا وہ کہتا ہے امی معلوم نہیں ہو سکتا کہ مرد ہے یا عورت بالکہ سامان ہے ۔ یا کون ۔ پہلے پہل دیکھ کر کہا جا سکتا تھا ۔ وعن المحمدی لیکن اب بقول علامہ اقبال

نوجواناں چوں زناں مصروف تن

بال سنوارے جا رہے ہیں کس لئے ۔ بیویاں تو اپنے خاوندوں کے لئے سنوارا کرتی تھیں ۔ اب نوجوان عورتوں کی طرح بال سنوارتے ہیں ۔ کس لئے ۔ کسی نے پوچھا ۔ کونسی جنگ بڑی ہے ۔ جواب ملا ۔ استرے اور ڈاڑھی کی جو ختم ہونے میں نہیں آتی ۔ آج کل کے ملاؤں کے بیٹے اور مذہبی رہنماؤں کے برخوردار ڈاڑھی منڈاتے ہیں ۔ انہیں عاق کیوں نہیں کہا جاتا ہے ۔ خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے ۔ نفس بھی ناخوش اور لوگ بھی ناخوش ۔

سینما ام الخبائث ہے ۔ دنیا کی بے ایمانی اور بدی بھی بچے یہیں سے سیکھتے ہیں ۔ ہر ایک جا سکتا ہے ۔ اذن عام ہے ۔ بقول علامہ اقبال مرحوم ؎ وہی بت پرستی وہی بت گری ہے — سینما ہے یا صنعت آذری ہے

ہماری سینما میں بھی اکثریت ہے ۔

بیعت کے وقت کے الفاظ کو یاد رکھو ۔ اور ان پر عمل کرو ۔ آج کل ایمان کے ڈاکہ پیر کے روپ میں آ جاتے ہیں ۔ ان کے فریب میں نہ آؤ ۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

وہ لوگ صحابہ کرام کے پاس آئے ایک صحابی نے کہا کہ دم کرتا ہوں لیکن اتنی بکریاں لونگا ۔ انہوں نے دیدیں آپ نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا ۔ نمبردار کو شفا ہو گئی ۔ صحابہ کرام میں اختلاف ہوا ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ آخر کہا فرمایا بکریوں میں میرا حصہ بھی نکالو ۔ اگر نذرانہ حرام ہوتا تو حضور کیوں حصہ نکلواتے

(آجکل کی حالت یہ ہے بقول علامہ اقبال مرحوم سه

خداوندا تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

پیر کی تلاش ضروری ہے ۔ لیکن ایسے نہایت ضروری ہے تاکہ غلط رستہ پر نہ چلائے ۔ پیر کے پاس جانے سے یہ فائدہ ہوا کہ ایمان بچ گیا ۔ عقیدہ صحیح ہو گیا ۔ تصوف کا کورس لمبا ہے ۔ وہ لعطار الٰہی اور فائدہ حاصل ہوتا ہے ۔ حضرت امام مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حج کے لئے روانہ ہوئے حج فرض نہ تھا ۔ حضور قبلہ خواجہ محمد باقی بالله صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضر ہوئے وہیں رہ گئے ۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی اسی غرض سے بھیجا گیا تھا ۔

درویش جہت نہ شرقی ہے نہ غربی گھر میرا نہ دلی نہ بخارا نہ سمرقند

فقیر کی صفت یہ ہے :۔ لا طامع لا مانع لا جامع کسی چیز کا طمع نہ رکھے اگر کوئی چیز آئے تو انکار نہ کرے لے کر جمع نہ کرے

ہمارا کھانا حرام لباس حرام یہ لینا حرام ہماری دعائیں کیسے قبول ہوں ۔ اہل قرآن ایک نیا گروہ پیدا ہوا ہے ان کے نزدیک نہ کتا حرام ہے ۔ نہ گدھا ان فتنوں سے خدا بچائے سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا امتحان سوال و جواب کے بعد حضور خواجہ کی ولایت کا قائل ہوا تو حضرت خواجہ صاحب کی خدمات میں ایک تھیلی اشرفیوں کی پیش کی تو حضور کو بھی جو روٹی محمود کو کھانے کو دی اسکا لقمہ گلے میں اٹک گیا ۔

ایک بادشاہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اشرفیاں لے گیا ۔ آپ نے ہاتھ میں پکڑ دبایا تو خون ٹپکنا شروع فرمایا ۔ فرمایا غریبوں کا خون بھی دیتے ہو ۔

گیارہویں شریف پکا نا کھانا جائز پہلے غریبوں کو دو ۔

صدقہ پہلے غریبوں رشتہ داروں کو دو پھر پڑوس میں محلہ میں شہر میں پھر باہر بھیجو حدیث شریف میں جو شخص پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوس بھوکا ہو ۔ وہ صحیح مسلمان نہیں ع

سلام اس پر جو بھوکا رہ کے لوگوں کو کھلاتا تھا

علامہ اقبال مرحوم کیمرج پاس حضرت امام مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پاک پر حاضر ہوا

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار

اس خاک ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار!

بادشاہوں کی درویشوں سے ٹکر :۔

۱ ۔ قطب خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں ایک وقت کا کھانا ملتا تھا ۔ بادشاہ کو علم ہوا ۔ حکم دیا کوئی شخص نقد نہ دے ۔ حضور نے حکم دیا اب کھانا دونو وقت ملا کریگا ۔ روزانہ مصلے کے نیچے سے خرچ نکال کر دے دیتے بادشاہ کو نادم ہونا پڑا ۔

۲ ۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سلطان سنجر نے ملک نیمروز کی جاگیر کا پروانہ بھیجا فرمایا :۔

چوں چترِ سنجری رخ بختم سیاہ باد
در دل اگر بود ہلوس ملک سنجرم

زانگاہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب
ملک نیمروز بہ یک جو نے خرام

۳ ۔ بادشاہ نے خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حاضری کا حکم دیا ۔ آپ نے انکار کیا بادشاہ نے حاضر کرنے کا حکم دیا ۔ فرمایا اگر اللہ تعالیٰ قطب کی باعزتی چاہتا ہے ۔ تو کچھ پرواہ نہیں ۔ التکبر مع المتکبر صدقۃ ع

ساقی تیری نگاہ میں بلا کا سرور تھا ۔

؎ والشمس رخ زیبا ہے تیرا نور وح فشاں عالم ہے
واللیل ہے تیری زلف دوتا نور احت جان عالم ہے

پھر صاحب اجام نہیں اور بے خانہ سے کام نہیں
یہ زہد تیرے بدنام نہیں تو پیر مغاں عالم ہے!

بادشاہ نے کہا میرے آنے سے پہلے دہلی سے نکل جاؤ فرمایا ہنوز دلی دور است لوگ کہتے ہیں دلی تو علم نہیں ہوتا اگر علم نہ تھا تو کیسے فرمایا ۔ چنانچہ بادشاہ دہلی نہ پہنچ سکا دہلی سے باہر ہی مرگیا

۴ ۔ جہانگیر نے حضرت امام مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو طلب کیا پوچھا آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا لکھا ہے ۔ فرمایا یہ مقام رفیع ہے تم نے مجھے بلایا میں تمہارے پاس آگیا تمہارے تمام سفر میں پیچھے رہ گئے واپس جاؤنگا تو پہلے مقام پر چلا جاؤنگا ۔ قبر پر بوسہ دینا از روے محبت جائز ہے سجدہ جائز نہیں ۔ حضرت امام مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جہانگیر کے دربار میں سجدہ نہ کیا ۔ کھڑکی بنائی گئی تا کہ جھکنا پڑے اور آپ کو بلایا گیا حضور نے پاؤں پہلے داخل کئے ؎

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

۵ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت نہ کی ؎ دیں است حسین دیں پناہ است حسین :۔ شاہ است حسین شہنشاہ است حسین

؎ سر داد نہ داد دست در دست یزید :۔ حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسین

۶ ۔ حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا غلام مارا گیا ایک سپاہی نے اسے ڈنڈا مار کر ہٹو جلوس آرہا ہے ۔ غلام نے آپ کہ عرض کی آپ نے بادشاہ کو لکھا ۔ ؎ باز گیر ایں علے بدگوہرے :۔ ورنہ بخشم ملک تو با دیگرے

ہوا کے ساتھ زمانے بدلتے رہتے ہیں :۔ حکومتوں کے ٹھکانے بدلتے رہتے ہیں

حضرت امام مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا مطالعہ کرو ۔ انیس الارواح ۔ فوائد الفواد ۔ مکتوبات ترجمہ عوارف المعارف :۔ علامہ اقبال مزید فرماتے ہیں :۔ کہ عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو :۔ آنکھیں ہیں میری بینا ہیں مگر میں نہیں بیدار

؎ آئی یہ ندا سلسلہ فقر ہوا بند :۔ ہیں اہل نظر کشور پنجاب سے بیزار ۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو کثرت امت کثرت اولیاء اللہ حاصل ہیں ہر ولی ہر کسی نہ کسی نبی کا مراد ہوتا ہے ۔ لیکن مقصد ارک ہے بندوں کو اللہ تعالیٰ سے ملانا دعا و سلام کے بعد مجلس برخاست کی ۔ روئداد ختم شریف حضرت امام مجدد صاحب رحمۃ اللہ مورخہ ۵ / اکتوبر ۱۹۵۷ء بمکان بابو غلام حسین صاحب بعد نماز جمعہ ختم شریف خواجگان رضوان اللہ علیہم اور حضرت امام مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لعد مجلس قرآن خوانی منعقد ہوئی ۔ قرآن مجید کے بعد ایصال ثواب کیا گیا حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدس میں سلام عرض کیا گیا ۔ راقم نے حضرت امام مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مختصر ذکر بر سبیل تعارف اد حصول تبرک کیا نعت خوانی ہوئی اس کے بعد نماز عصر با جماعت ادا کی گئی ۔ حاضرین میں تبرک تقسیم کیا گیا اسطرح یہ محفل ذکر تکمیل کو پہنچی یاران طریقت کافی تعداد میں شریک ہوئے حاجی سردر خاں صاحب حاجی پیر سعید شاہ صاحب خلفای مجاز حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ علی پوری صدر علمیہ تھے

از راقم قاضی ابو النور محمد فاضل عفا اللہ معتمد انجمن خدام الصوفیہ کوہاٹ

شاہ انصار الہ آبادی

کیوں نہ ہو، جلوہ دل میں گم پروانۂ مولا علیؓ
ساری دنیا ہے تجلی خانۂ مولا علیؓ

یا الٰہی! بہر حسنینؓ و نبیؐ و فاطمہؓ
حشر تک چلتا رہے پیمانۂ مولا علیؓ

کیوں نہ پلکوں میں پرو دوں ہم امانت کی طرح
ایک ایک آنسو میں ہے صدانۂ مولا علی

سر بھی میرا آستاں ناز کے قابل نہیں
پیش آخر کیا کروں نذرانۂ مولا علی

جس کا جب جی چاہے آکر جام وحدت کے پیئے
باز رہتا ہے در میخانۂ مولا علی

شکر کے سجدے بھی کرتا ہوں تو آنکھیں کھول کر
میں بقید ہوش ہوں دیوانۂ مولا علی

اک اک قطرے میں رقصاں ہے حیاتِ جاوداں
خوش نصیبا! ڈھونڈ لو میخانۂ مولا علیؓ

جس کو مل جائے دو عالم کی اُسے لذت ملے
ظرفِ صد میخانہ ہے میخانۂ مولا علیؓ

اپنی ہستی دیکھ کر انصار لکھ منقبت
تم سے کیا ہوگا ادا شکرانۂ مولا علیؓ

شاہ انصار الہ آبادی

جس زمیں پر آپ ہیں معجز اثر یا غوث پاک
ہے دماغِ پاک اُس کا عرش پر یا غوث پاک

اب نگاہِ لطف کو تاخیر کی فرصت نہ دو
زندگی ہے مختصر سے مختصر یا غوث پاک

زندگی جاوداں بن جائے ہر گز رائیگاں
مرتے دم منہ سے نکل جائے اگر یا غوث پاک

جانے میں کیسے پہنچ جاتا ہوں بزم خاص تک
جب مجھے ہوتی نہیں اپنی خبر یا غوث پاک

آپ بیمار محبت پر اگر کرم فرمائیں تو
موت بن جائے گی خود ہی چارہ گر یا غوث پاک

مجھ سے مجھ کو مانگتے ہیں اب مرے ہوش و حواس
کس نے دیکھا ہے بہ انداز نظر یا غوث پاک

زلف و رخ کو آپ کے جب بھول جاتا ہے کوئی
سامنے پھر جاتے ہیں شام و سحر یا غوث پاک

آپ کا انصار ہو اور کوچۂ بغداد ہو
کاش یوں ہو جائے تکمیل سفر یا غوث پاک

مولانا غلام رسول گوہر جماعتی
نقشبندی قصور

گلستانِ ولایت کے پھول حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی سنہ ۴۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ والد ماجد کا نام نامی اور اسم گرامی حضرت سید ابو صالح اور والدہ ماجدہ کا نام سیدہ ام الخیر جو سید عبداللہ صومعی رضی اللہ عنہ کی دختر نیک اختر ہیں۔ آپ گیلان میں پیدا ہوئے اور بڑے ہو کر بغداد تشریف لائے اور پھر یہیں سکونت فرمائی اس لئے آپ گیلانی بھی ہیں اور بغدادی بھی آپ کے تصرفات و کرامات بے نہایت اور بہت مشہور ہیں۔ فقہ میں حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد تھے۔ آپ اپنے زمانہ میں علم شریف میں تمام علوم و فنون کے لحاظ سے بہت بلند مقام کے مالک تھے۔ آپ کے درس و وعظ میں ہزاروں کا مجمع ہوتا تھا رجال الغیب اور جنات بھی حاضر ہو کر ترتیب بیٹھتے۔ آپ نے بغداد کے جس مدرسہ میں تعلیم پائی اسی مدرسہ میں اپنے استاد کی جگہ پر طلباء کو تعلیم دیتے رہے۔ اور فتویٰ لکھتے رہے اس کے علاوہ عربی ادب میں آپ اپنے زمانہ میں یکتا تھے۔ آپ کی تصانیف اور آپ کے تقاریر اس کے شاہد ہیں۔ آپ کے والد ماجد حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جس روز آپ پیدا ہوئے اسی کی شب کو سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور آپ کے پیدا ہونے کی بشارت دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر بچپن میں ہی آپ کے باپ کا وصال ہو گیا اور آپ یتیم رہ گئے۔ آپ کی والدہ نے جو بڑی صالحہ اور نیک تھیں آپ کی تربیت نہایت احسن طریقہ سے کی گویا ماں کی گود ہی آپ کے واسطے ولایت کا پہلا زینہ بنی۔ جب آپ کچھ سیانے ہوئے تو آپ کی والدہ نے چند مویشیوں کے چرانے کی خدمت آپ کے سپرد کی جن پاک ہستیوں نے خلق خدا کی رہنمائی کا بیڑا اٹھانا ہوتا ہے۔ اولاً ان کے سپرد مویشیوں کے چرانے ہی کی خدمت ہوتی ہے۔ اس میں یہ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ جن کو تم نے جنت کا راستہ بتانا ہے۔ اور جن کی رعایت و حفاظت روز ازل سے تمہارے حوالے کی گئی ہے۔ وہ ان جانوروں سے بھی زیادہ گمراہ ہوں گے۔ جس طرح ان بے زبان جانوروں کی رعایت میں ہر طرح کی محنت و مشقت اور اذیت کے برداشت کرنے میں تمہیں کوئی شکایت نہیں ہوتی اور ان کے چرانے سے تم بددل نہیں ہوتے اور حوصلہ نہیں ہارتے اگر کوئی زبان جانور تمہیں لات مارے یا منہ سے کاٹے تو پھر بھی ان کی جانب سے اعتراض نہیں کرتے اور تم یہ کہکر خاموش ہو جاتے ہو کہ بے عقل ہیں اسی طرح جب گمراہ انسانوں کے گلہ کی گلہ بانی تمہارے سپرد کی جائیگی تو اس وقت بھی ان کی تمام نا روا حرکات اور درشتیوں پر تم نے صبر کرنا ہو گا۔ اور ان کے ایذا رسانی پر تم نے شکایت نہیں کرنی ہوگی وہ اگر تمہاری بات تسلیم نہ بھی کریں۔ تو تمہیں بددل نہیں ہونا ہو گا۔ اور ان کی ہدایت سے خاموش نہیں ہونا ہوگا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آپ جنگل میں اپنے مویشی چرانے میں مشغول تھے۔ کہ ایک گائے بھاگ گئی آپ اس کو پکڑنے کے لئے اس کے پیچھے بھاگے جا رہے تھے۔ کہ اس گائے نے آپ کی طرف منہ موڑ کر زبان قال سے آپ کو یوں خطاب کیا۔ یا عبدالقادر ما خلقت لھذٰو وما امرت لھذ۔ اے عبدالقادر تو نہ اس کام کے واسطے پیدا ہوا ہے۔ اور نہ تمہیں اسکا حکم دیا گیا ہے۔ اس کے سنتے ہوئے آپ کا دل دنیا اور اس کے مشاغل سے سرد ہو گیا آپ اپنے گھر آئے اور کوٹھے پر چڑھے تو آپ کو بیت اللہ شریف نظر آیا کہ زائرین اسکا طواف

کرتے ہیں آپ پر ایک سکر کا عالم طاری ہوا؟ جب افاقہ ہوا تو اپنی والدہ سے بغداد شریف برائے حصول علم جانیکی اجازت مانگی۔ آپ کی والدہ نے فرمایا۔ تمہارا مقصد نیک اور نہایت عظیم الشان ہے۔ میں اس سے روکنے والی کون ہوں؟ آپ بڑی خوشی سے جائیں آپ کی والدہ نے ایک برتن کو کھولا اس میں اسّی دینار تھے والدہ نے کہا یہ تمہارے والد نے تمہارے واسطے میرے پاس رکھے تھے کہ جب ضرورت پڑے۔ میرے دونوں بچوں پر ان کو خرچ کرنا ان میں سے چالیس دینار تمہارے بھائی کے رکھکر باقی تمہیں دیتی ہوں۔ والدہ نے احتیاط کے طور پر وہ چالیس دینار آپ کی قمیص کی بغل میں سی دیئے کہ بچہ ہے کہیں راستے میں ضائع نہ ہوں۔ آپ کی والدہ چند میل آپ کو وداع کرنے کے بعد آپ کو خیر و برکت کی دعائیں دیتی ہوئی لوٹ گئیں۔ اور فرمایا کہ اب اس کے بعد میری اور تمہاری حشر میں ملاقات ہوگی۔ آپ ایک قافلہ کے ہمراہ قطع مسافت کرتے جا رہے تھے۔ ایکدن اسی جگہ وہ قافلہ پہنچا جہاں ڈاکوؤں نے اس کا سارا مال لوٹ لیا وہ آپ کے پاس بھی آئے اور کہا کہ بیٹا تمہارے پاس بھی کچھ ہے آپ نے فرمایا ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں ان ڈاکوؤں نے یہ جان کر کہ یہ مذاق کرتے ہیں آپ کو چھوڑ دیا۔ جب ڈاکوؤں کے سردار کے پاس آپکا ذکر آیا تو اس نے آپکو پکڑ لانیکا حکم دیا جب آپ کو سامنے لایا گیا تو اس نے کہا بیٹا تمہارے پاس کیا ہے۔ آپ نے برجستہ فرمایا چالیس دینار ہیں جو میری ماں نے میری قمیص کی بغل کے نیچے سی دیئے ہیں جب بغل کو پھاڑا تو اس سے چالیس دینار برآمد ہوئے ڈاکوؤں کا سردار حیران رہ گیا اور آپ کے سچ بولنے کا اس کے دل پر بڑا اثر ہوا اس نے پوچھا کہ تمہیں سچ بولنے پر کس چیز نے آمادہ کیا۔ آپ نے فرمایا اس عہد نے جو میں نے الوداع ہوتے ہوئے اپنی ماں سے کیا تھا ڈاکوؤں کے سردار کے دل پر گویا بجلی کوند گئی وہ رونے لگا اور کہنے لگا وائے افسوس یہ بچہ ماں کا عہد توڑنے سے خائف ہے۔ قیامت کے دن ہمارا کیا حال ہوگا۔ جنہوں نے عمر بھر رب کے عہد کا نقض کیا اسی وقت اس نے اور اس کے ہمراہیوں نے سچے دل سے توبہ کی اور قافلہ والوں کا لوٹا ہوا مال ان کو لوٹا دیا آپ کی کرامتیں اور اوصاف حسنہ اور مواعظ و اقوال اتنے ہیں کہ وہ یہاں سما نہیں سکتے بڑی بڑی کتابوں میں ان کو تلاش کرنا چاہیے یہاں صرف اس بات پر اتفاق کرتا ہوں کہ اولیاء اللہ میں سے جو مقبولیت و محبوبیت اور شہرت آپ کو حاصل ہے وہ کسی کو نہیں واقعی آپ کا مقام اور درجہ ہمارے ادراک اور بحث سے وراء الوریٰ اور بہت بلند ہے۔ آپ کے ارادتمند نہ صرف وہی لوگ ہیں جو سلسلہ طریقت کے لحاظ سے آپ کی ذات کی طرف منسوب ہیں بلکہ تمام دنیا کے لوگ نسبت اور مذہب و ملت کے امتیاز کے بغیر آپ کا رابطۂ عقیدت و محبت گولامے میں ڈالے ہوئے آپ کے نام کا ورد کر رہے ہیں اور گیارھویں کا ختم کرتے ہیں۔ آپ کا ختم شریف یا عرس شریف جو اہل اسلام میں ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو جملہ بلاد اسلامیہ میں مروج ہے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ سلطان الاولیاء ہیں ہزاروں ولی ہوئے ہیں لیکن کسی کو یہ شہرت دوام حاصل نہیں کہ ہر ماہ ہر ہر گھر میں اسکا عرس شریف ہو۔ یہ شہرت صرف سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی ہے۔ اور طرہ یہ کہ کوئی نقشبندی ہو یا چشتی قادری ہو یا سہروردی سب گیارھویں دیتے ہیں اور اس کے ندب و استحباب اور موجب برکات کثیر ہونیکے قائل ہیں اور اس سے جو دین و دنیا کے فوائد حاصل ہوتے ہیں ان کے معترف ہیں ہاں ایک بات شرعی نقطہ نگاہ سے ضرور یاد رکھنی چاہیے کہ عقیدت کا انحصار صرف گیارھویں دینے پر ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ آپ کے مواعظ و اقوال کو سنکر ان کے مطابق دین کے طریقے پر گامزن ہونیکا نام ہے آجکل بہت سے لوگ گیارھویں کے تو بڑے پابند ہیں کہ اسکا قضا ہونا ناقابل برداشت سمجھتے ہیں لیکن پنجگانہ نمازوں کی پرواہ نہیں کرتے اور معاملات میں حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتے ان کو جاننا چاہیے کہ ان گیارھویں ہرگز ہرگز ان کی نجات کا سبب نہیں بنے گی اور نہ ہی حضرت غوث اعظم ان سے راضی ہونگے وما علینا الا البلاغ

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
دفتر دوم مکتوب نمبر ۳۶ گذشتہ سے پیوستہ

امامت کی بحث اور مذہب اہل سنت و جماعت

اس سے چند سال پہلے فقیر کا یہ طریق تھا کہ اگر طعام پکاتا ۔ تو اہل عبا کی ارواح پاک کو بخشدیا کرتا تھا ۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا لیتا تھا ۔ ۵ ۔ ایک رات فقیر نے خواب میں دیکھا ۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں ۔ فقیر نے سلام عرض کیا ۔ تو فقیر کیطرف حضور متوجہ نہ ہوئے ۔ اور فقیر کی طرف سے منہ پھیر لیا ۔ اور پھر فقیر کو فرمایا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں کھانا کھاتا ہوں ۔ جس کسی نے مجھے طعام بھیجا ہو ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر بھیج دیا کرے ۔ اس وقت فقیر نے معلوم کیا کہ حضور علیہ السلام کی توجہ نہ فرمانے کا باعث یہ ہے ۔ کہ فقیر اس طعام میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو شریک نہ کرتا تھا ۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلکہ تمام ازواج مطہرات کو جو سب اہل بیت ہیں شریک کر لیا کرتا تھا ۔ اور تمام اہل بیت کو اپنا وسیلہ بناتا تھا ۔

پس وہ آزاد و ایذا جو حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سبب پہنچتی ہے ۔ وہ اس آزاد اور ایذائے بہت زیادہ ہے ۔ جو حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ کیطرف سے پہنچتی ہے ۔ منصف عقلمندوں پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے لیکن یہ بات اس صورت میں ہے جبکہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی محبت اور تعظیم پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت و تعظیم اور قرابت کے باعث ہے ۔ اور اگر کوئی حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کو مستقل طور پر اختیار کرے اور حضرت پیغمبر صاحب کی محبت کو اس میں دخل نہ دے تو ایسا شخص محبت سے خارج ہے ۔ اور گفتگو کے لائق نہیں ۔ اس کی غرض دین کا باطل کرنا اور شریعت کا گرانا ہے ۔ ایسا شخص چاہتا ہے ۔ کہ حضرت پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے کے بغیر کوئی اور راستہ اختیار کرے ۔ اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر حضرت علی کی طرف آجائے ۔ یہ سراسر کفر اور زندقہ ہے ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہیں اور اس کے کردار سے ازار میں ہیں ۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب اور ختنین (دامادوں) کی دوستی بعینہ حضرت پیغمبر علیہ السلام کی دوستی ہے اور ان کی عزت و تکریم پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و تکریم کے باعث ہے ۔

رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے فمن احبہم فبحبی احبہم ۔ جس نے ان کو دوست رکھا اسنے ان کو میری محبت کے باعث ان کو دوست رکھا ۔ ایسے ہی جو شخص ان کا دشمن ہے ۔ وہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دشمنی کے باعث ان کو دشمن جانتا ہے جیسا کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فمن ابغضہم فببغضی ابغضہم ۔ جس نے ان سے بغض رکھا وہ میرے بغض کے باعث ان سے بغض رکھا ۔ مجھے وہ محبت جو میرے اصحاب سے متعلق ہے ۔ وہ وہی محبت ہے جو کچھ ۔ یہ تعلق رکھتی ہے ۔ اس طرح ان کا بغض بھی بعینہ میرا بغض ہے ۔

طلحہ و زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اصحاب کبار اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ۔ ان پر طعن و تشنیع کرنا نامناسب ہے ۔

اور ان کی لعن وطعن لعنت کرنے والے پر لوٹ آتی ہے طلحہ و زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنھما وہ صحابہ ہیں کہ جب حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلافت کو چھ شخصوں کے مشورہ پر چھوڑا اور ان میں طلحہ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو داخل کیا ۔ اور ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کے لئے کوئی دلیل واضح نہ پائے طلحہ اور زبیر نے اپنے اختیار سے خلافت کا حق چھوڑ دیا ۔ اور ہر ایک نے شرکت حقی ذیلی اپنا دو ترک کر دیا ۔ کہ آیا ۔ اور یہ وہی طلحہ ہے ۔ جس نے اپنے باپ کو اس بے ادبی کے باعث جو حضور علیہ علیہ السلام کی نسبت مجھ سے صادر ہوئی تھی ۔ قتل کر کے اس کے سر کو آنحضرت علیہ السلام کی خدمت میں لے آیا تھا ۔ قرآن مجید میں اسکے اس فعل کی تعریف وثنا بیان کی گئی ہے ۔ اور یہ وہی زبیر ہے ۔ جسکے قاتل کر کے مخبر صادق علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام نے دوزخ کی وعید فرمائی ہے ۔ اور یوں فرمایا ہے ۔ قاتل زبیر فی النار ۔ کہ زبیر کا قاتل دوزخ میں ہے ۔ حضرت زبیر پر لعن وطعن کرنے والے قاتل سے کم نہیں ہیں ۔ پس اکابر دینی اور بزرگواران اسلام کی طعن و مذمت سے ڈرنا چاہیے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کا بول بالا کرنے اور حضرت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امداد میں سر توڑ کوششیں کیں ہیں ۔ اور رات دن ظاہرہ و باطنہ میں دین کی تائید میں مال وجان کی پرواہ نہ کی اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم اپنی خویش واقارب اور مال اولاد گھر بار وطن کھیتی باڑی باغ و درخت نہروں کو چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جان پاک کو اپنی جانوں اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کو اپنے اموال واولاد اور اپنی جانوں کی محبت پر اختیار کیا ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے شرف صحبت حاصل کیا ۔ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں برکات نبوت سے مالا مال ہوئے ۔ وحی کا مشاہدہ کیا اور فرشتہ کے حضور سے مشرف ہوئے اور خوارق ومعجزات کو دیکھا حتیٰ کہ ان غیب شہادت اور ان کا علم عین ہو گیا ۔ اور ان کو اس قسم کا یقین نصیب ہوا ۔ جو آج تک کسی کے نصیب نہیں ہوا ۔ حتیٰ کہ دوسروں کا اور قبضا ۔ وبا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ان کا ایک مد جو کے خرچ کرنے کے برابر نہیں تھا ۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ان الفاظ سے تعریف کرتا ہے ۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں اور اللہ ان سے راضی ہے ۔ ذالک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل ۔ ۔ ۔ ۔ توریت اور انجیل میں ان کی مثال اس بیج کی طرح جو کہ بے شمار شاخیں نکل کر مضبوط ہو جائیں اور اسکے تنے خوب موٹے ہو کر کھڑے ہو جائیں جن کو دیکھ کر زراعت کرنے والے بڑے خوش ہوں اور کفار غضب میں آئیں ۔ ان پر غصہ اور غضب کرنے والوں کو کفار فرمایا ہے ۔ پس جس طرح ان کے غیظ اور غضب سے بھی ڈرنا چاہیے ۔

وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی نسبت درست کر لی اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ کے مقبول و منظور ہوں تو اگر بعض امور میں ایک دوسرے کا ساتھ مخالف اور لڑائی جھگڑا کریں ۔ اور اپنی اپنی عادات کے موافق عمل کریں تو ان پر طعن و اعتراض مجال نہیں بلکہ اسوقت اختلاف اور اپنی رائے کے سوا تقلید نہ کرنے میں عین ثواب ہے

حالات جناب خواجہ مشکل کشائی بلاگردان

حضرت شہنشاہ نقشبندی بخاری قدسی سرہ القدیر

۱- خواجہ علاء الحق مرقدہ تربتہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجہ کالے کے درویشوں میں سے ایک درویش نے حضور خواجہ صاحب نور اللہ تربتہ کی خدمت میں ایک سیب پیش کیا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ایک ساعت صبر کریں اور سیب کو دیکھیں کہ سیب اسوقت تسبیح کر رہا ہے۔ بیت

ہمہ ذرات در نطق اند ولیکن — تو بے سمعی نمیدانی شنوان

(ترجمہ) دنیا میں تمام ذرات بول رہے ہیں۔ مگر تو بغیر کان کے عرفان کی باتوں کو سن نہیں سکتا (سعدی فرماتے ہیں)

کوہ و صحرا و درختاں ہمہ تسبیح اند — نہ ہمہ مستمعاں ہم کنند ایں اسرار

(پہاڑ۔ صحرا درخت تمام کے تمام خدا تعالیٰ کی پاکی بیان کر رہے ہیں۔ مگر تمام سننے والے اس اسرار کو نہیں سمجھ سکتے)
اور فی الحقیقت ایسا ہے جیسا کہ خواجہ صاحب کالے رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیونکہ بعض موجود اصحاب نے سیب کی تسبیح سنی ہے

۲- ایک صالح فقیہ دانشمند نے جو حضور خواجہ علاء الحق والدین کے مقبولان میں سے ہے۔ حکایت بیان کی ہے کہ ان ایام میں جب کہ میں مولنا سعد الدین قاشونی جو علاقہ نصف میں مقتدا تھے ان کی خدمت میں موجود تھا۔ ایک دن مولنا حضور خواجہ صاحب نور اللہ تربتہ کی بزرگی کی نسبت بیان کرتے ہیں۔ اور حضور کے شمائل کا بہت ذکر فرمایا۔ اور ایک یہ بات بھی فرمائی۔ کہ اس ضعیف کو چاہیئے کہ آپ کے باغ میں جائے۔ اتفاق سے ان ایام میں موسم زمستان تھا جب باغ میں پہنچے میری نظر میں بھی باغ میں سمنت بے طراوت نظر آئی۔ گویا کہ وہاں خارستان کے کانٹے ہی کانٹے اور شورستان بنجر زمین تھی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ آپ کا یہ باغ ہے۔ عجب حال نے مجھ میں تصرف کیا ہوا تھا۔ عرض کیا۔ کہ حضور شیخ خیر و کرمینی نے اسی وقت فرمایا۔ باغ کو دیکھو۔ جب میں نے دیکھا۔ تو میں نے اسے گلستان ریاحین سے پُر دیکھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ یہ باغ میرا نہیں ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ وہی باغ ہے۔ جب کچھ وقت گذر گیا۔ اس باغ کو پھر حالت اولی کو دیکھا۔ ایک ہی ساعت میں حضور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ایک ہی ساعت میں باغ دو حالتوں میں دیکھا۔ جس سے میرا یقین اور پختہ ہوگیا۔

(۳) شیخ خیرہ کرمینی نے حکایت کی ہے۔ کہ ایک بار مجھے حضور خواجہ صاحب کی خدمت شریف میں حاضری کا شوق پیدا ہوا اور اس زمانہ خربوزہ ابھی پکا ہوا تھا۔ اور اتفاقاً رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد کرمینہ سے بخارا شریف کی طرف روانہ ہوا۔ تاکہ حضور خواجہ صاحب کی قدمبوسی سے سعادت حاصل کروں۔ ایک درویش بھی میرے ہمراہ تھا۔ اور حضور خواجہ صاحب کی توجہ کی برکت سے عصر کی نماز کے وقت قصری عارفان میں پہنچ گئے۔ حضور خواجہ صاحب اس باغ میں موجود تھے۔ جہاں آپ کی مزار مبارک ہے۔ اور مولنا حسام الدین۔ خواجہ یوسف وغیرہ ایک جماعت علماء کے ہمراہ جو خواجہ صاحب کے محبان میں تھے۔ نماز عصر ادا کی۔ حاضران نے بڑا تعجب کیا۔ (کہ اس قدر مسافت اس قلیل وقت میں کس طرح طے ہوگئی)

(۴) شیخ خسرو کرمینی کی زبانی ایک اور حکایت بیان کی گئی ہے۔ کہ ایک دفعہ خواجہ صاحب قدس سرہٗ نے مجھے بخارا سے کرمینہ کو روانہ کیا۔ موسم ماہ تیر کی تھی۔ اسی رات کرمینہ میں پہنچ گیا۔ اپنے گھر میں گیا۔ کچھ وقت گذرا مجھے آرام اور قرار نہ آیا۔ حمام کی طرف گیا۔ حمام والا موجود نہ تھا۔ تھوڑی دیر ٹھہرا بعد ازاں باہر آیا۔ اور مسجد میں گیا۔ مسجد میں بوریا فرش نہ تھا۔ گھر کو گیا۔ اور خادم کو کہا۔ دراز گوش (گدھا) لادے۔ اور اس کو لے کر حرام کام دریا کے کنارے پر گیا۔ اور ایک سر دار خاشاک گدھے پر لاد کر مسجد میں لایا۔ اور مسجد میں بچھا دی۔ اور بہت دیر تک مسجد میں بیٹھے رہے۔ پھر سفیدی صبح ظاہر ہوئی۔ یہ تمام جناب خواجہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کی برکت اور تقدس سے تھا۔ شہر بخارا سے کرمینہ ۱۲ فرسنگ ہے۔

(۵) ایک درویش نے حکایت بیان فرمائی ہے۔ کہ میں عدبوت میں تھا۔ کہ حضور خواجہ صاحب قدس سرہٗ العزیز نے بڑے اور ایک درویش کے نام مکتوب ارسال کیا۔ کہ ہمارا فراخ شاخ بیل۔ جو فلاں درویش کے پاس ہے۔ اسے فوراً ذبح کیا جائے۔ اور اس میں ہرگز کوئی دیری نہ کی جائے۔ چنانچہ جس وقت حکم ملا ہم خود روانہ ہو گئے۔ بیل کو ذبح کیا۔ تو معلوم ہوا کہ بیل کے اندر جسم میں کوئی سخت زحمت پیدا شدہ ہے۔ اور اگر تھوڑی دیر اور اس کو ذبح نہ کیا جاتا۔ تو وہ ہلاک ہو جاتا۔ اور حضور خواجہ صاحب قدس سرہٗ العزیز نے دو سال سے اس بیل کو دیکھا بھی نہ تھا۔ اور نہ ہی کسی سے اس کا حال سُنا تھا۔

(۶) ایک درویش نے بیان کیا ہے۔ بیشتر اس کے کہ میں خواجہ صاحب کی خدمت سے مشرف ہوا۔ ایک اہل بخارا سے شرکت تجارت کی ہوئی تھی۔ ایک دن تجارت کے لئے کش کی طرف گیا۔ وہاں سے میں قرش میں گیا۔ اور کاروانی سرا میں مقام کیا۔ چند یوم گذرے بیمار ہو گیا۔ اور اسی حالت میں (دراز گوش) گدھا گم ہو گیا۔ میں حیران و پریشان تھا۔ انہی ایام میں حضور خواجہ قدس سرہٗ العزیز وہاں تشریف لائے۔ اور اچانک مجھے زیارت ہوئی۔ میری تشویش اور فکر مند حالت کو دیکھ کر ارشاد فرمایا۔ کہ ہم آج ہی یہاں آئے ہیں۔ تمہارا کیا حال ہے۔ میں نے اپنی بیماری اور اپنے شریک کے سلوک سے گریہ زاری کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تم تو کوئی اور مزید تشویش اور فکر میں لاحق ہو۔ میں نے دراز گوش کے گم ہو جانے کی بابت عرض کیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ بہت جلد مل جاوے گا۔ اور اپنے دل کو خوش رکھو۔ اسی دن شام کو میرا ہمسایہ آیا۔ اور اس نے آکر کہا۔ کہ تمہارا گدھا تمہارے دروازہ پر کھڑا ہے۔ میں حضور خواجہ صاحب کمال بصیرت اور اشارات سے نہایت ہی شگفتہ خاطر ہوا۔

قسط سوم
گذشتہ سے پیوستہ

حاجی محمد اللہ دتہ طالب
کنجاہی

لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ
قلب جنہاں دے ذکر وچ جاری خاص خدا دے بندے
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی ذکروں بعد نمازوں
اوہ نماز نہ کامل جس وچ قلب نہ حاضر ہووے
تائیں ذکروں بعد فَصَلّٰی رب سچے فرمایا
مَنْ رَّبُّكَ قبر پیاں نوں پچھن آن فرشتے
مرن ویلے نے وچ قبر دے یاد اللہ ندا رہسی
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا!
یاد الٰہی کس نوں کہندے نال خدا نت رہنا
شیطان جنہاں تے غالب ہویا اوہ بھلے ذکر اللہ دا
نال اوہناں دے نہ مل بہنا مت غفلت وچ آوہ
اوہ شیطانی ٹولے والے سارے نے وچ خسارے
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فرمایا
فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ نرماکے دھمکایا!
سارا حصہ رہی نہ اوہناں کوئی نیک اعمال کریندی
لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ
وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا آیا وچ جمعہ دی سورت
ہیٹھاں پار تساڈا لگے ذکر کثیرا کرنا
جس دے نال محبت بہتی اوہنوں بہنا یاد کریندا
کدی نہ بھلن سجن پیارے نت چیت اوہناں دل رہندا

اِنَّ الصَّلٰوةَ بلا کے ویہا ذکر نمازوں وکھرا
بیع تجارت ہور مشاغل وچ بھی ذاکر رہندے
کر کر ذکر حضوری ہوون پہنچن نال نیازاں
دوام حضور نہ حاصل جد تک قلب نہ ذاکر ہووے
وچ حضوری اوہ ہی پہنچے جو قلب سلیم لے آیا
رَبِّی اللّٰهُ سن مومن بخشیں خوش خوش جان فرشتے
قلب نرا اے وچ دنیا نت اللہ اللہ کہسی
ہر دم اللہ اللہ بولے نرا قلب رنگیلا
نفس مطیع ہو جائے پورا منے رب دا کہنا
اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ یعنی اوہ شیطانی ٹولہ
ذاکراں دے نال رل مل رہنا حزب اللہ بن جاوہ
ذکر اللہ ذاکر نے والے پا گئے دیجے بھارے
اوہناں وانگ نہ ہونا جنہاں رب بھلایا
رب انہاں نوں جیہی بھل پائی اپنا آپ ونجایا
دنیا دے جھگڑے اُلجھے ہوئے فرصت نہ مرن دی
مال اولاد نہ ذکروں روکے جھٹ انہاں دا پلہ
یعنی بعد نماز جمعہ دے ذکر وی کرنا کثرت
الس دریائے وحدت اندر رب تارو کس نرنا
کر کر یاد ہمیشہ اس نوں دل نوں شاد کریندا
ذکر اوہناں ندا چین دلبر اٹھ چپ کوئی دل رہندا

یادِ محشر

لوگو رب اپنے سے تم ڈرتے رہو
زلزلہ بیشک قیامت کا ہے سخت
دیکھو لوگے جب کہ آجائے گا وقت
مال پر ... اس دن کی ہیبت ہو نزدل
دودھ پیتے اپنے کو جائے گی بھول
حاملہ بھی ہولناک احوال سے
حمل اپنا بے تحاشا ڈال دے
دیکھے گا مخمور لوگوں کو وہاں
درحقیقت مخمور رہیں گے بیگماں
بال عذاب اللہ کا ہوگا شدید
ہوش اڑا دے گا وہاں خوف وعید
دیا ئے خبر ہے رکھو دھیان میں
حق نے فرمایا ہے یہ قرآن میں

طالب کی توبہ

میں عاصی ہوں بے حد گنہگار ہوں
مگر تیرا بندہ اے غفار ہوں
اگرچہ گناہ ہیں میرے بے شمار
تیرا بحرِ رحمت بھی ہے بے کنار
کئے جان کر بھول کر یا کئے
پوشیدہ کئے بھول کر یا کئے
خطا میں تھیں یا سہو تھے جرم تھے
میرے واسطے باعثِ شرم تھے
جو ہے یاد اور جو نہیں یاد ہے
ہر اک جرم سے میری فریاد ہے
کئے آج تک میں نے جتنے گناہ
الٰہی میں ان سب سے ہوں عذر خواہ
میں باز آیا سب سے تیری ہی پناہ
نہ پھر مجھ سے سرزد ہو یارب گناہ
خدایا طفیلِ محمد رسول!
کر اب اپنے طالب کی توبہ قبول آمین!

حاجی الٰہ دین صاحب طالب گنجاہی

حاضری

میں حاضر ہوا پیر و مرشد کے در پر
غلام ان کے ہیں متبعِ پیغمبر
مریدانِ حضرت کا میں خاکِ پا ہوں
اک ادنیٰ ترین میں غلام آپ کا ہوں
میں کہنا ہے بضاعت نہ تھا اس کے لائق
مجھے حکم تھا کام یہ کرنا ہوگا
دیا حکم حضرت نے میں مانتا ہوں
دعاؤں کا حضرت کی محتاج ہوں میں
خصوصی توجہ سے حضرت نوازد
تھا انیس سو اور چھپن کا آخر

جو اقطابِ عالم کے تھے اعلیٰ افسر
خلیفے ہیں ان کے زمانہ کے رہبر
میں اولادِ حضرت کے زیرِ لوا ہوں
مسلماں کو دیتا پیام آپ کا ہوں
نہ خواہش تھی دل میں نہ تھا اس کا شائق
مرا حکم ہے اس سے نہ پھرنا ہوگا
سوا اس کے کچھ بھی نہ میں جانتا ہوں
بغیر ان کے کس کام کا آج ہوں میں
ہے طالب تمہارا ہی بندہ نوازد
تھی اکتیس تاریخ ماہ دسمبر

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خود صحابی ہیں ان کے باپ صحابی ان کی والدہ صحابیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ آنحضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ کے تبرکات ان کے پاس موجود تھے۔ نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض مصری جلد ۳ صفحہ ۴۳۰ میں ہے۔ ومن یکون یطعن فی معاویۃ فذالک کلب من کلاب العاویۃ جو حضرت معاویہ کو طعن کرے وہ دوزخ کے کتوں سے ایک کتا ہے۔ مولانا نور بخش مرحوم توکلی ایم اے نے تذکرہ نقشبندیہ میں لکھا ہے۔ پڑھیو اور بے ادبی گستاخی سے بچو۔ ایک سید طالب علم کا بیان ہے کہ جو لوگ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے لڑے مجھے اُن سے بالخصوص حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نفرت اور دل میں بدظنی تھی۔ ایک روز میں مکتوبات احمدیہ کا مطالعہ کر رہا تھا۔ کہ اُن میں یہ لکھا دیکھا۔ کہ امام مالک رح حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شتیمہ کرنے والے پر جو حد لگاتے تھے۔ وہی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ پر شتم کرنے والے جاری کرتے تھے۔ میں نے یہ نقل دیکھ کر غصہ کی حالت میں کہا۔ کہ یہ کیسی بے مزہ نقل ہے۔ جو اس حضرت شیخ نے یہاں ذکر کی ہے۔ یہ کہہ کر میں نے مکتوبات کو زمین پر پھینک دیا اور سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ غصہ کی حالت میں آئے۔ اور اپنے ہاتھوں سے میرے دونوں کان پکڑ کر فرمانے لگے۔ اے طفلِ نادان! تو بھی ہماری تحریر پر اعتراض کرتا ہے۔ اور اُسے زمین پر پھینکتا ہے۔ اگر تو میرے قول کو معتبر نہیں سمجھتا تو آ۔ تجھے حضرت علی مرتضیٰ ہی کے پاس لے چلوں۔ جن کی خاطر تو اُن کے بھائیوں یعنی صحابہ کرام کو بُرا کہتا ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ مجھے کشاں کشاں ایک باغ میں لے گئے۔ اور مجھے اس باغ کے کنارے ٹھہرا کر خود ایک محل کی طرف جو اس باغ میں نظر آ رہا تھا۔ چلے گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہاں ایک نورانی شکل بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت شیخ نے بڑی تواضع سے اُن کو سلام کیا۔ وہ بھی بڑی خوشی سے آپ کو ملے۔ اس کے بعد حضرت شیخ اُس بزرگ کے آگے دو زانو بیٹھ گئے۔ اور کچھ عرض کیا۔ شیخ و بزرگ دونوں دور سے میری طرف دیکھتے اور اشارہ کرتے تھے۔ مجھے یقین ہو گیا۔ کہ وہ میری نسبت کچھ کہہ رہے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد حضرت شیخ نے اُٹھ کر مجھے نزدیک بلایا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ بزرگ جو بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت امیر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہیں۔ سنو کیا فرماتے ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ حضرت امیر نے زبانِ گوہر فشاں سے فرمایا۔ کہ خبردار! حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے کینہ [illegible] نہ رکھو۔ اور اُن کی ملامت زبان پر نہ لاؤ۔ ہم جانتے ہیں۔ اور ہمارے بھائی کس نیک نیتوں سے ہمارے اور ان کے درمیان [illegible]۔ اور حضرت شیخ کا نام لے کر فرمایا۔ کہ انکی تحریر سے ہرگز سر نہ پھیرنا۔ باوجود اس نصیحت کے میں نے اپنے دل کی طرف جو رجوع کیا [illegible] صحابہ [illegible] کی دشمنی و نفرت بدستور پائی۔ حضرت امیر یہ معلوم کر کے ناراض ہوئے اور حضرت شیخ سے فرمایا کہ اسکا دل ابھی صاف نہیں ہوا [illegible] کے لئے اشارہ کیا۔ چنانچہ حضرت نے اپنی ساری قوت سے ایک تھپڑ میری گدی پر مارا۔ اُس وقت میں نے اپنے دل کو کدورت سے [illegible] پایا۔ اس اثنا میں میری آنکھ کھل گئی۔ اب

من جانب سید انور حسین جماعتی
از علی پور شریف سیداں

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ؁ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؁ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ؁

السلام علیکم۔ میرے بزرگو اور میرے بھائیو!

حضرت کی تمام زندگی میں جس کثرت سے اس وصف کا ظہور ہوا۔ کسی دوسری صفت کا ظہور نہ ہوا۔ اپنے بیگانے۔ دوست دشمن۔ چھوٹے بڑے۔ عورت مرد۔ سفر و حضر میں ہوں۔ جنگ میں ہوں۔ صلح میں ہوں۔ ہر شخص کے ساتھ ہر حالت میں ہر انسان کے ساتھ یہ صفت آپ کی آتی رہتی تھی۔ اگر حقیقت پوچھیے۔ تو آپ کا رحم ہی آپ کی کامیابیوں کا باعث ہے۔ جو دشمنان تیغ و خنجر سے سر جھکانے والے نہ تھے۔ آپ کے اخلاق نے ہی ان کے سر خم کر دیئے۔ خطۂ عرب میں کسی پیغمبر کو بھی ایسی سرکش اور تند اور نا اہل قوم سے کہیں پالا نہ پڑا تھا۔ حضور کے اخلاقِ حمیدہ نے تھوڑے سے ہی وقت میں ان کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ کیا اس عورت کا واقعہ تم کو یاد نہیں۔ جس کے باپ۔ بھائی۔ شوہر جنگ اُحد میں شہید ہو چکے تھے۔ مگر وہ ان میں ہر ایک کی شہادت کی خبر سُن کر حضرت رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت پوچھتی تھی۔ جب اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جمالِ جہاں آرا دیکھا۔ تو بے اختیار پکار اُٹھی۔ ؎

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا   اے شہِ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

اسی طرح سے جنگ بدر کا واقعہ مشہور ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابؓ کو جمع کیا۔ مہاجرین کی طرف سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پوری تیاری ظاہر کی۔ لیکن حضور انصار کی طرف دیکھتے تھے۔ اس پر سعد بن عبادہ اُٹھے۔ اور عرض کیا۔ کہ حضور کا اشارہ ہماری طرف ہے۔ اگر حضور کا اشارہ ہماری طرف ہو۔ تو ہم سمندر میں بھی کود پڑیں گے۔ اس جنگ میں کم سن بچے اپنے رسولؐ پر قربان ہونے کے لئے رو رو کر اجازت مانگتے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ تم چھوٹے ہو۔ انہوں نے ایڑیاں ٹیک کر اونچا ہونے کی کوشش کی۔ تاکہ ہم بھی شریک ہو جاویں۔ مگر سرکار نے فرمایا۔ کہ تم چھوٹے ہو۔ غرضیکہ وہ چھپ چھپا کر چلے ہی گئے۔ اور انہوں نے حضور پر اپنی جان کو قربان کر ہی دیا۔ جنگ اُحد کے میدان میں جنگ گرم ہے۔ کہ کافروں نے آپ کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ کون ہے۔ جو مجھ پر جان دے۔ زیاد بن سکن پانچ انصاریوں کو لیکر نکلتے ہیں۔ اور سب کے سب قربانی ہو جاتے ہیں۔ حضورؐ کو پھر بھی خطرہ باقی رہتا ہے۔ جاں نثار حضورؐ کو اپنے حلقہ میں لے لیتے ہیں۔ ابو دجانہ جو کہ عرب کے پہلوان ہیں۔ حضورؐ کے لئے ڈھال بن جاتے ہیں۔ تیر اپنی پُشت پر کھاتے۔ حضرت طلحہؓ نے اپنے ہاتھ کو ڈھال بنائے رکھا۔ اسی حالت میں ان کا ہاتھ کٹ گیا۔ یہ سب کچھ کیوں ہوتا رہا۔ اس کا باعث کیا تھا۔ اگر حضورؐ لوگوں پر سختی فرماتے کوئی آپ کے نزدیک تک نہ جاتا۔ آپ کو یاد ہونا چاہیئے۔ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی قوم سے لڑنے کی نوبت

آئی - تو کہہ دیا - کہ جاؤ - تم اور تمہارا خدا ان سے لڑو - یہ حضرت سرکار دو عالم کا ایک امتیازی طریقہ تھا - جیساکہ ارشاد ہوا -
وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ - حضرت نے اپنی امت کے لئے کبھی تباہی کی بددعا نہیں فرمائی - جیساکہ پہلے انبیاء فرماتے تھے
بلکہ ہمیشہ مغفرت اور نیک راہ کی دعا فرماتے رہے - جیسے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت کے لئے بددعا فرمائی - فرمایا
رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا - اور یہ دعا قبول ہوگئی - اور وہ طوفان آیا - کہ الامان الحفیظ ہر جگہ پانی
ہی پانی ہوگیا - اور ہر چیز ختم ہوگئی - حضرت یونس نے بھی اپنی قوم کے لئے بد دعا کی - ان پر بھی عذاب نازل ہوا - حضرت
موسیٰ نے بھی کی - مگر میں قربان جاؤں رحمتِ مصطفےٰ کہ ایک دفعہ ہدایت فرمانے کے لئے طائف تشریف لے جاتے ہیں
وہاں کے لوگ بہت سرکش اور شریر تھے - انہوں نے بدمعاشوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا - وہ حضرت کو اینٹیں اور پتھر مارتے
آپ کے پیچھے تالیاں بجاتے - آپ پر اس قدر پتھر مارے - کہ آپ کا چہرہ مبارک لہولہان ہوگیا - پاؤں مبارک میں نعلین
شریف وجہ سے چمٹ گئیں - حضرت زید بن حارث ساتھ تھے - عرض کیا - حضرت ان کے لئے بددعا فرمادیں - فرمایا -
اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون - ترجمہ - اے اللہ تعالیٰ میری قوم کو ہدایت دے - یہ مجھے نہیں جانتی - اس طرح ہزاروں واقعات
ایسے موجود ہیں - مضمون کے طویل ہونے کے باعث عرض نہیں کرتا ہوں -

خصوصاً حضور کا وجود مبارک تین شخصیتوں کے لئے رحمت ہے - لڑکیوں کے لئے عورتوں کے لئے اور لونڈیوں غلاموں
کے لئے - حضور کی پیدائش سے پہلے عورتوں کی کوئی وقعت نہ تھی - سرکار کی طفیل ہی خداوند نے فرمایا - ھن لباس لکم
وانتم لباس لھن - ایسے ہی ایک دفعہ حضرت ابوذر غفاری نے اپنے غلام کو ماں کی گال دی - تو آپ سخت ناراض ہوئے
فرمایا ابھی تک جہالت تم میں باقی ہے - غلام بھی تمہارے بھائی ہیں - یعنی حضور کا وجود انسانوں کے لئے ہی نہیں - بلکہ جملہ
حیوانات کے لئے بھی غرضیکہ ہر چیز کے لئے حضور باعث رحمت و برکت ہیں - ابولہب کو جبکہ حضور کی ولادت باسعادت
پر اس کی لونڈی ثوبیہ نے یہ خوشخبری سنائی - کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھتیجہ دیا ہے - تو اس کی خوشی میں اس نے لونڈی
کو آزاد کردیا - اس خوشی منانے پر مولا کریم نے اس دن اس سے عذاب کی تخفیف کردی - اور جس انگلی کے اشارے
سے آزاد کیا - اس سے پانی چوسنا نصیب کیا - حضور کے فضائل اور رحمت عالم ہونے کے لئے فقیر کی قلم کو تو بیان کرنے
کی طاقت نہیں مگر ہم بھی لہو لگا کر شہیدوں میں نام کرلیں گے - کس قلم کو جرأت ہے - کہ بیان کرسکے - جملہ پڑھنے والوں سے
استدعا ہے - کہ فقیر کے خاتمہ ایمان کے لئے دعا فرمائیں -

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

نعت شریف

نور افشاں مہر تاباں روئے تو
عنبر افشاں زلف مشکین بوئے تو
کعبہ اہل دلاں است کوی تو
قبلہ ارباب معنی روئے تو
مامن عشاق جاناں کوئے تو
سجدۂ اہل دلاں دائم بیاد ابروئے تو
رحمت عالم فدا گیسوئے تو
آں ہلال عید جاں ابروئے تو
نور ربانی عیاں از روئے تو
پرتو خلق خدا ست خوئے تو
نقشہ خلد بریں است کوئے تو
رحمت حق ہر زماں ست سوئے تو

نعت شریف

از حاجی کرم الٰہی صاحب
ایڈوو کیٹ سیالکوٹ

منم بلمینہ غلام تو یا رسول اللہ
تنم فدائے بنام تو یا رسول اللہ
ز عرش اعلیٰ مقام تو یا رسول اللہ
ز چرخ بالا ست بام تو یا رسول اللہ
خدا را نگہہ کرم سوی ایں عاجز
کہ حاضر است بلام تو یا رسول اللہ
چہ بود شربے کہ دادی جہان و عالم را
زمانہ ست بجام تو یا رسول اللہ
ہزار جاں تصدق بپائے آں قاصد
کہ آرد برمن پیام تو یا رسول اللہ
تشنہ کرم الٰہی غلام امیر ملت ست
امید وار بیک جام تو یا رسول اللہ

عید بات طالب

ہاشمی! ہاشمی تو ہیں اکثر،
جس نے اپنایا اسوۂ حسنہ
ترک کر دے جو فیشن کفار
اُس نے ایمان بچا لیا اپنا
اپنی سب ہی خود کو کہتے ہیں!
اُن کے اطوار ہی بتائیں گے
مسلماں کی عیدی مسلماں کے نام
وہ عیدوں پہ کرتے ہیں طالب کو یاد

نسبت ہاشمی ہے بالا تر
واقعی ہاشمی ہے وہ برتر
پہن لئے حلیۂ شرا ابرار
ہے وہ یاران مصطفےٰ کا یار
اور مسلمانوں میں بھی رہتے ہیں
نور اسلام سے وہ کٹتے ہیں
سلام علیکم۔ علیکم سلام
وہ عیدیں مناتے رہیں صبح و شام

جواب عید کارڈ محترمی رشید صاحب ڈی ایم ای ریلوے کراچی

اخبار

۱۔ خدا کے فضل و کرم سے آستانہ عالیہ علی پور شریف میں ہر طرح سے خیریت ہے۔ پچھلے دنوں صاحبزادگان عالی مقام کو موسمی بخار سے قدرے تکلیف رہی۔ مگر اب بفضلہ تعالیٰ صحت اور خیریت ہے۔ ۲۔ اعلیٰ حضرت سراج الملت جناب سجادہ نشین ادام اللہ برکاتہ، کوئٹہ سے سکھر حیدر آباد سندھ، چشتیاں اور ملتان کے یاروں کے اصرار پر ہر ایک جگہ چار یوم رونق فرما ہوتے رہے۔ اب خدا تعالیٰ کے کرم سے بہت جلد علی پور شریف تشریف لانے والے ہیں۔ (۳) عالیجناب حضرت صاحبزادہ مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ مدظلہ العالی یکم نومبر کو انجمن خدام الصوفیہ گجرات کے سالانہ جلسہ کی صدارت فرمانے کے لئے گجرات تشریف لے گئے، آپ دوسرے دن چک نمبر ۶ جنوبی میں عالیجناب حضرت حاجی سید علی حسین شاہ صاحب مرحوم کے سالانہ ختم شریف میں شرکت فرمانے کے لئے وہاں تشریف لے گئے۔ ۴۔ عالیجناب حضرت صاحبزادہ مولانا الحاج پیر سید حیدر شاہ صاحب زیارت حرمین شریفین مراجعت فرمائے آستانہ عالیہ ہوئے۔ اور دو دن کے بعد حاجی میاں نبی بخش صاحب قصوری کے سالانہ ختم شریف کی مجلس کی صدارت کے لئے قصور تشریف لے گئے۔ (۵) عالیجناب حضرت مولانا الحاج پیر سید اختر حسین صاحب۔ پیر سید انور حسین صاحب۔ پیر سید بشیر حسین صاحب پیر سید نذر حسین صاحب اور عالیجناب حضرت صاحبزادگان حافظ پیر سید اشرف حسین صاحب، مولانا پیر سید افضل حسین صاحب اب بخیریت تمام علی پور شریف میں رونق افروز ہیں۔ یاراں اور زائرین حاضر ہو کر مستفیض و مستفید ہو رہے ہیں۔

نقد و نظر

جناب حضرت مولانا غلام رسول صاحب گوہر صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ قصور نے ایک نہایت ہی ضرورت کو پورا کیا۔ آپ نے ایک رسالہ بنام "ضیاء الاسلام" یعنی طہارت وضو وغیرہ کے مسائل پر نہایت سلیس اور عام فہم اردو زبان میں تحریر فرما کر اہل اسلام پر احسان فرمایا ہے۔ عبارت نہایت ہی سلیس منقول اور معقول ہے۔ صفحات ۳۲ قیمت ۴ر مصنف سے مل سکتا ہے۔

(۲)۔ رسالہ انوار الصوفیہ کے سارے سالقہ ہر سال کے آپ از ابتدائے ۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۴ء فی سال چار روپے دفتر رسالہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ سے منگا کر انوارہ لائیت حاصل کریں۔ قیمت فی سال ۴/- روپے۔

(۳) اصل محبت تا نگ ماہی، حاجی مصنفہ جناب رحیم بخش صاحب مرحوم قیمت ۴ر (۴) رسالہ انوار الصوفیہ وصال محبوب قیمت ۸ر آنے دفتر رسالہ انوار الصوفیہ سے طلب ٹکٹ ارسال کر کے طلب کریں۔

ارتحال

ہمارے نہایت مقرب اور مخلص پیر بھائی جناب جمعدار سمندر خان صاحب جو صوم و صلوٰۃ کے پابند ذاکر شاغل رکن گٹ ضلع کوہاٹ کے رہنے والے تھے، چند دن بیمار رہ کر راہئے ملک جاودانی ہو گئے۔ مرنے سے چند منٹ پیشتر فرمایا: میرا پیر حضور سرکار علی پوری کامل ہے۔ اور مجھے ابھی حوض کوثر کا شربت پلا رہا ہے اور رحمت عالم کے فرشتے اندر آنے والے ہیں۔ کتوں کو نکال دو۔ چنانچہ ان کی حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور جناب جمعدار سمندر خاں صاحب اللہ اللہ کا ذکر کرتے جان بحق ہو گئے۔ شعر